ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ
اِسلامیات
آٹھویں جماعت کے لیے

ٱلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب پڑھنے کی دُعا

کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَاللّٰه عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔

اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجیے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

ترجمہ: اے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہم پر علم وحکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، اے عظمت اور بزرگی والے (مستطرف، ج ۱، ص ۴۰، دارالفکر بیروت)

''تربیت اولاد'' کے دس حروف کی نسبت سے والدین کے لیے ''دس مدنی پھول''

۱ اسلامی معاشرے کا بہترین فرد بنانے نیز بحیثیت والدین اپنی ذمہ داری احسن انداز میں نبھانے کے لیے اولاد کی بہترین تربیت بہت ضروری ہے۔ ابتداہی سے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت پیدا کرنے کے لیے اپنے گھر کو تلاوت ونعت وغیرہ کی برکتوں سے مالا مال رکھیے۔ مدنی چینل اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

۲ نماز کا عادی بنانے کی نیت سے بچوں کو شروع سے ہی نماز پڑھنے کا ذہن دیجیے اور سات سال کی عمر سے خصوصی تاکید کے ساتھ باقاعدہ نماز پڑھوائیے۔

۳ سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سنّتیں سیکھنے اور سکھانے کی نیت سے اپنے گھر میں فیضانِ سُنّت کا درس جاری کیجیے۔

۴ والدین، اساتذہ کرام اور بزرگوں کا ادب واحترام سکھانے کی نیت سے مکتبۃ المدینہ کی کتابوں سے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کے واقعات سنائیے۔

۵ اسلامی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کے لیے اچھے اخلاق، صبر وشکر، حُسنِ سلوک اور قرآن وسُنّت کے عامل بن کر اپنی اولاد کے سامنے عملی نمونہ پیش کیجیے۔

۶ جھوٹ، غیبت، چغلی، لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، بدنگاہی اور دیگر گناہوں سے بچنے کا ذہن دیتے رہیے۔

۷ جسمانی نشوونما اور صحت کی درستی کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق حلال کمائی سے اچھی اور متوازن غذا بالخصوص دُودھ اور پھل وغیرہ کی ترکیب بنائیے۔

۸ اپنے بچے کی تعلیمی کیفیت سے آگاہ رہنے کے لیے روزانہ ہوم ورک ڈائری چیک کیجیے اور وقتاً فوقتاً ہونے والی پیرنٹس ٹیچرز / پیرنٹس منیجمنٹ میٹنگز میں شرکت فرمائیے۔

۹ غلطیوں کی اصلاح کے لیے بے جا مار پیٹ کے بجائے محبت نرمی اور حکمت کے ساتھ سمجھائیے۔

۱۰ اپنی اولاد کو ہر وقت اپنی نیک دُعاؤں مثلاً علم وعمل میں برکت اور درازی عمر بالخیر وغیرہ سے نوازتے رہیے۔

ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ

آٹھویں جماعت کے لیے

نام ____________________

ولدیت ____________ فون ____________

کلاس ____________ سیکشن ____________

ایڈمیشن آئی۔ڈی ________ جی۔آر نمبر ________ رول نمبر ________

اسکول ____________________

شعبۂ اسلامیات

دار المدینہ شعبۂ نصاب (دعوتِ اسلامی)

پبلشر

دارالمدینہ انٹرنیشنل یونیورسٹی پریس

پہلی اشاعت ۲۰۱۸

ISBN : 978-969-691-020-6

تیاری و پیش کش

شعبۂ نصاب، دارالمدینہ

ای میل: curriculum@darulmadinah.net

ہم ان ممالک میں موجود ہیں:

پاکستان — بھارت — برطانیہ — امریکا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "اِسْلَامِیَّات (آٹھویں جماعت کے لیے)" مطبوعہ دارالمدینہ انٹرنیشنل یونیورسٹی پریس پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات اور فقہی مسائل وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

تاریخ: ۲۲ فروری ۲۰۱۸

مجلس تفتیشِ کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

ہمارا ساتھ دیجیے۔

دارالمدینہ (انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم) کا بنیادی مقصد شریعت کے تقاضوں کے مطابق معیاری دینی و دنیوی تعلیم فراہم کرنا ہے۔
تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے تعاون کی مدنی التجا ہے۔

Dar-ul-Madinah Educational Support Fund

Title of Account	: Darul Madina Educational Support Fund	Branch Code	: 0891
Account No.	: 0112-0891-010-1515-9	Swift Code	: UNILPKKA
Bank	: UBL Ameen	IBAN Code	: PK97UNIL0112089101015159
Branch	: Main Branch M.A. Jinnah Road, Karachi		

مندرجہ بالا اکاؤنٹ میں زکوٰۃ کی رقم جمع نہ کروائیں۔

مزید معلومات اور آن لائن عطیات جمع کروانے کے لیے ہماری ویب سائٹس وزٹ کیجیے۔

www.darulmadinah.edu.pk | www.dawateislami.net | donation.dawateislami.net

پیشِ لفظ

علمِ دین سیکھنے کی بدولت انسان کو وہ نور حاصل ہوتا ہے جو اسے کفر و شرک اور جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکالتا اور جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ فی زمانہ اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل اسلامیات کی کتاب کی تدریس کو ہی اسلامی تربیت کے لیے کافی سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تربیت کا آغاز بچے کی کس عمر سے اور کس علم سے ہونا چاہیے اس حوالے سے اہلِ فن کی آراء اگرچہ مختلف ہو سکتی ہیں، البتہ اسلام میں تربیت کا آغاز پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان دے کر کیا جاتا ہے، گویا ابتدا ہی سے بچے کو اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت، نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت اور نماز کے بارے میں آگاہی دے دی جاتی ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ مختلف انداز سے تربیت کا یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔

یوں تو ہر مسلمان کے لیے عبادات و اخلاقیات اور اپنی ضروریات کے مسائل سے آگاہ ہونا اور عملاً ان سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً طلبہ و طالبات کی دینی و اخلاقی تربیت کیلئے ہمیں خاص توجہ کی حاجت ہے تاکہ ہم انہیں معاشرہ کا ایک اچھا بااخلاق و باکردار و باعمل نیک مسلمان بنانے میں کامیاب ہو سکیں۔ اُمّتِ مسلمہ کے نونہالوں کی اس دینی ضرورت کو پورا کرنے کا بیڑا دعوتِ اسلامی کے شعبہ دارالمدینہ نے اُٹھایا ہے۔ بانیِ دعوتِ اسلامی شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فیضانِ نظر سے دینی و عصری علوم کے حسین امتزاج پر مشتمل نظامِ تعلیم کو عام کرنے کے لیے ملک و بیرونِ ملک کئی مقامات پر دارالمدینہ قائم ہیں۔ دارالمدینہ کا ایک ذیلی شعبہ "شعبۂ نصاب" ہے جہاں علمائے کرام اور ماہرین کی زیرِ نگرانی دیگر مضامین کے علاوہ اسلامیات کی درسی کتب کی تیاری کا سلسلہ جاری ہے۔

اسلامیات کی یہ سیریز مڈل کلاسز کے طلبہ و طالبات کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس سے قبل پری پرائمری اور پرائمری کلاسز کی کتابوں کے علاوہ چھٹی اور ساتویں جماعت کی کُتب شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ یہ سیریز تیار کرتے وقت طلبہ کی عمر اور دینی ضرورت کے مطابق موضوعات و مضامین کو مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

پہلے باب کو مختلف قرآنی سورتوں، دُعاؤں، اور نماز کے اذکار سے مزین کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، آسمانی کتابوں، جنت و دوزخ اور فرشتوں پر ایمان وغیرہ عقائد کو احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ طلبہ صحیح اسلامی عقائد سے آشنا ہو کر بدمذہبی اور گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔ تیسرے باب میں عبادات کے مسائل و احکام سکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں مختصر اور جامع انداز میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلبہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے آشنا ہو سکیں۔ پانچویں باب میں اخلاق و آداب کو عام فہم انداز میں شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ اپنی زندگی کو اُس کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ جبکہ چھٹے باب میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور مشاہیرِ اسلام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی مُبارک زندگیوں کے مختصر احوال شاملِ نصاب کیے گئے ہیں۔

اسلامیات کی موجودہ سیریز میں درج ذیل اُمور خاص اہمیت کے حامل ہیں:

- طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کے مطابق آسان اور عام فہم انداز میں اسباق لکھے گئے ہیں۔
- قرآنی آیات اور منتخب سورتوں کا ترجمہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ابوصالح محمد قاسم قادری مدظلہ العالی کے آسان اُردو ترجمہ "کنزالعرفان" سے لیا گیا ہے۔
- تمام احادیث و روایات مستند کتب سے لی گئی ہیں جن کے اصل حوالہ جات آخر میں دے دیے گئے ہیں۔
- بہتر نتائج کے حصول کے لیے سبق کے آغاز میں مقاصد لکھ دیے گئے ہیں تاکہ اساتذہ اور طلبہ اہم باتوں پر توجہ مرکوز رکھ سکیں۔
- سبق کے آخر میں رہنمائے اساتذہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اساتذۂ کرام ان سے استفادہ کرتے ہوئے طلبہ کی بہترین تربیت کر سکیں۔
- مشقیں دلچسپ اور معیاری بنائی گئی ہیں نیز ایسی سرگرمیوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو طلبہ و طالبات کی طلبِ علم میں اضافے کا سبب بنیں گی۔

حُسنِ نیت کے ساتھ کی جانے والی کوششوں کے باوجود اغلاط سے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ والدین، اساتذۂ کرام اور دیگر قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب کے بارے میں مفید مشوروں سے ضرور نوازیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو طلبہ و طالبات کے لیے بالخصوص اور دیگر قارئین کے لیے بالعموم اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ اسلامیات

دارالمدینہ شعبہ نصاب (دعوتِ اسلامی)

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	بابِ اوّل: حفظ و ناظرہ	
۱	سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃ (حفظ و ناظرہ)	۲
۲	سُوْرَۃُ التَّکَاثُر	۳
۳	سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰت	۴
۴	سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ (حفظ و ترجمہ)	۵
۵	آیَۃُ الْکُرْسِی	٦
	باب دوم: ایمانیات	
٦	عقیدۂ آخرت اور تعمیرِ سیرت	۸
۷	فضائل سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ	۱۲
	بابِ سوم: عبادات	
۸	حج کی فضیلت و عالمگیریت	۱۹
۹	ہماری عیدیں	۲۳
۱۰	فضائل حرمین شریفین	۲۹
	باب چہارم: سیرتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ	
۱۱	اخلاق کریمہ	۳۵
۱۲	اخلاص و تقویٰ	۴۰
۱۳	حسنِ معاشرت	۴۴
۱۴	اندازِ گفتگو	۴۸
	باب پنجم: اخلاق و آداب	
۱۵	نیکی کی دعوت	۵۳
۱٦	استقامت	۵۷
۱۷	رحم و شفقت	٦۰
۱۸	مریض کی عیادت	٦۳
۱۹	شکر کے فضائل	٦٦
	باب ششم: مشاہیرِ اسلام	
۲۰	حضرت سیّدتنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا	۷۱
۲۱	حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ	۷۵
۲۲	سُلطان صلاح الدین ایوبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ	۸۱
۲۳	امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ	۸۵

باب اوّل
حفظ و ناظرہ

سُوْرَۃُ الْهُمَزَۃ

تدریسی مقصد • سُوْرَۃُ الْهُمَزَۃ زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ ﴿۱﴾ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ ﴿۲﴾

يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۖ ﴿۴﴾

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ ﴿۶﴾

الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ ﴿۸﴾

فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾

مدنی پھول

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”زیادہ مال والے ہلاک ہوئے مگر جس نے اپنا مال خیر کے کاموں میں خرچ کیا اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔“ [1]

سرگرمی

سُوْرَۃُ الْهُمَزَۃ زبانی یاد کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ/ طالبات کو سُوْرَۃُ الْهُمَزَۃ زبانی یاد کروائیے۔

سُوْرَۃُ التَّکَاثُر

تدریسی مقصد • سورۂ تکاثُر زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡہٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾

کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ﴿۴﴾

کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ﴿۶﴾

ثُمَّ لَتَرَوُنَّہَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ﴿۷﴾

ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ﴿۸﴾ؑ

مدنی پھول

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ روزانہ ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کرے؟“ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ”اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”کیا تم میں کوئی ’اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ‘ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟“ (یعنی یہ سورت پڑھنا ثواب میں ایک ہزار آیتیں پڑھنے کے برابر ہے)۔ [2]

سرگرمی

سورۂ تکاثُر زبانی یاد کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ/ طالبات کو سورۂ تکاثُر زبانی یاد کروائیے۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰت

تدریسی مقصد • سورۂ عادیات زبانی یاد کروانا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ﴿۳﴾
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ
لَكَنُوْدٌ ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿۸﴾
اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿۱۰﴾
اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

مدنی پھول

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "سورۂ عادِیات نصف قرآن کے برابر ہے۔" [3]

سرگرمی

سورۂ عادِیات زبانی یاد کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو سورۂ عادِیات زبانی یاد کروائیے۔

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

تدریسی مقصد • سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مع ترجمہ زبانی یاد کروانا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾

کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟ ○ اور ہم نے تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ اتار دیا ○

الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾

جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی ○ اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ○

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۶﴾

تو بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ○ بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ○

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

توجب تم فارغ ہو تو خوب کوشش کرو ○ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت رکھو ○

مدنی پھول

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اذان میں، اقامت میں، نماز میں، تشہد میں، خطبے میں اور کثیر مقامات پر اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

سرگرمی

سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مع ترجمہ زبانی یاد کیجیے اور وقتاً فوقتاً نماز میں پڑھتے رہیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ/طالبات کو سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مع ترجمہ زبانی یاد کروائیے۔

آیۃُ الکُرسی

تدریسی مقصد • آیۃ الکرسی مع ترجمہ زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ ہے، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟

یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ۚ وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ

وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور لوگ

بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ

اس کے علم میں سے اتنا ہی حاصل کر سکتے ہیں جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی آسمان

وَ الۡاَرۡضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾

اور زمین کو اپنی وسعت میں لئے ہوئے ہے اور ان کی حفاظت اسے تھکا نہیں سکتی اور وہی بلند شان والا، عظمت والا ہے۔

مدنی پھول

5 جو رات کو سوتے وقت آیۃُ الکرسی پڑھے تو صُبح تک اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی حفاظت فرمائے گا اور شیطان اُس کے قریب نہ آسکے گا۔

سرگرمی

آیۃ الکرسی مع ترجمہ زبانی یاد کیجیے۔ ہر نماز کے بعد اور روزانہ رات کو سوتے وقت پڑھنے کا معمول بنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

طلبہ / طالبات کو آیۃ الکرسی مع ترجمہ زبانی یاد کروائیے۔

باب دوم
ایمانیات

عقیدۂ آخرت اور تعمیرِ سیرت

تدریسی مقاصد

- عقیدۂ آخرت کے معنی و مفہوم بیان کرنا۔
- تعمیر سیرت میں عقیدۂ آخرت کا کردار بیان کرنا۔

عقیدۂ آخرت

اسلامی عقائد میں "عقیدۂ آخرت" کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیارے نبی حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک جتنے بھی انبیاو رُسل علیہم السلام تشریف لائے، سب نے "عقیدۂ توحید" کے ساتھ ساتھ "عقیدۂ آخرت" کی بھی تعلیم دی۔

عقیدۂ آخرت سے مُراد اس بات پر پختہ یقین رکھنا ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا، جب ساری دُنیا اور اس میں رہنے والے سب فنا ہو جائیں گے۔ پھر ایک مقرّرہ وقت پر اللہ عزّوجلّ تمام مُردوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور اُن کے اچھّے اور بُرے اعمال کا حساب لے گا۔ جن لوگوں نے ایمان لا کر دُنیا میں اچھّے کام کیے ہوں گے اللہ عزّوجلّ کے حکم سے وہ لوگ جنّت میں داخل کیے جائیں گے اور جن لوگوں نے دُنیا میں کُفر اختیار کیا یا بُرے کام کیے ہوں گے وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

'آخرت کے دن' کو یوم قیامت، یومِ حساب، یومِ جزا، یومِ حشر اور یوم میزان وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ آخرت میں ہر شخص کو اُس کے اعمال کے حساب سے بدلہ دیا جائے گا، بُرائی کرنے والوں کو سزا دی جائے گی، جب کہ اچھّائی کرنے والوں کے لیے بہترین جزا ہوگی، چنانچہ قُرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾

تاکہ بُرائی کرنے والوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے۔ (پارہ 27، سورۂ نجم، آیت 31)

اللہ عزّوجلّ نے نہ صرف آخرت میں ملنے والی جزا و سزا کو بیان فرمایا بلکہ اپنے بندوں کو آخرت کی تیاری کرنے کا حکم بھی دیا۔ چنانچہ اللہ عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

اور اُس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر جان کو اس کی کمائی بھرپور دی جائے گی اور اُن پر ظُلم نہیں ہو گا۔
(پارہ 3، سورۂ بقرہ، آیت 281)

عقیدۂ آخرت کی عقلی توجیہہ

اس دُنیا میں بسنے والے انسانوں میں بعض تو وہ ہیں جن کی زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے احکامات کے مطابق بسر ہوتی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سراسر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں میں زندگی گزارتے ہیں۔جب کہ بعض اچھے اور بُرے دونوں طرح کے کام کرتے ہیں۔عقلِ اِنسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیے، جب زندگی بھر کے اعمال کا حساب وکتاب لیا جائے۔ ظالم کو اُس کے ظُلم کی سزا ملے، جب کہ مظلوم کو اُس کا حق دلوایا جائے اور جن لوگوں نے راہِ خُدا میں سختیاں اور تکالیف برداشت کیں، اُنھیں اُن کے عمل کی بہترین جزا دی جائے۔اگر فیصلے کا کوئی دن مقرّر نہ ہو، تو پھر جزا و سزا کا معاملہ کیوں کر ممکن ہو سکے گا؟ اور اگر جزا و سزا کے معاملے کا خوف نہ ہو گا تو معاشرے میں ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔

تعمیرِ سیرت میں عقیدۂ آخرت کا کردار

عقیدۂ آخرت کا اقرار انسان کو اپنے دین کا پابند بنا دیتا ہے۔اس عقیدے کی بدولت اُس کی شخصیت میں اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب کہ عقیدۂ آخرت کا انکار کرنے والا بے خوف ہو کر خواہشاتِ نفس کا پیروکار بن جاتا ہے اور ذلّت و گمراہی کی پستیوں میں جا گرتا ہے۔ اس عقیدے کی بدولت انسان کی سیرت میں مندرجہ ذیل خصوصیات رونما ہو جاتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات پر عمل

عقیدۂ آخرت پر مضبوطی کی بدولت انسان کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں گرم لحاف سے نکل کر وُضو کرنا اور نماز ادا کرنا، ماہِ رمضان میں دن بھر بُھوکا پیاسا رہنا، راتوں کو قیام کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنا، بہت زیادہ محنت اور خُون پسینہ کی کمائی ہوئی دولت غُربا اور مساکین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے تقسیم کرنا، نفسانی خواہشات کی مُخالفت کرنا، جُھوٹ، غیبت، چُغلی، وعدہ خلافی سے بچتے رہنا۔ آخر وہ کون سا جذبہ ہے جو ایک مُسلمان کو ان تمام کاموں پر اُبھارتا ہے؟ یقیناً آخرت میں عذابِ الٰہی کا خوف اور جنّت کی ابدی نعمتوں کی اُمّید وہ محرّکات ہیں جن کے سبب انسان نیک اعمال کی طرف راغب ہوتا ہے اور بُرے کاموں سے خُود کو بچا کر رکھتا ہے۔یہ دونوں محرکات عقیدۂ آخرت پر یقین سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اخلاقی اقدار کی بہتری

عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والا حساب کے خوف کی وجہ سے خُود کو نفس کی پیروی سے بچاتا ہے، اس طرح وہ ہر طرح کی اخلاقی و سماجی برائیوں مثلاً جُھوٹ، غیبت، چُغلی، وعدہ خلافی، دل آزاری اور لوگوں کی حق تلفی وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

حُبِّ دُنیا سے نجات

قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے نیک لوگوں کو ملنے والی لازوال نعمتیں عقیدۂ آخرت کا یقین رکھنے والے کے پیشِ نظر ہوتی ہیں، اس لیے دُنیا کی عارضی نعمتیں اور رنگینیاں اُسے اپنی محبّت میں گرفتار نہیں کر پاتیں۔ اُس کا دل تو بس اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبّت سے سرشار رہتا ہے۔

عقیدۂ آخرت پر کامل ایمان ایک مُسلمان کی زندگی کا بہت بڑا سہارا ہے۔ انسان اپنی زندگی میں راہِ حق پر چلتے ہوئے بہت سی تکالیف اور پریشانیاں صرف اس لیے برداشت کرلیتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑا کریم ہے۔ اُخروی زندگی میں وہ اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ یہی اُمّید انسان کو بُرے اعمال سے بچاتی اور نیک اعمال پر اُبھارتی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں وقت سے بہت پہلے آخرت کی جزاو سزا کے بارے میں آگاہ فرمادیا ہے، ہمیں چاہیے کہ فکرِ آخرت کو دل میں بسا کر ایسے کام کریں جن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ راضی ہوں تاکہ جنّت کے حسین باغات ہمارا مقدّر بن جائیں اور ہر اُس کام سے بچیں جن کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ناراضی کی صورت میں جہنّم کے عذابات میں گرفتار ہونا پڑے۔

یادرکھنے کی باتیں

- عقیدۂ آخرت سے مُراد اس بات پر پختہ یقین رکھنا ہے کہ دُنیا اور اس میں رہنے والے سب فنا ہو جائیں گے، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام مُردوں کو دوبارہ زندہ فرما کر اُن کے اعمال کا حساب لے گا۔
- جن لوگوں نے ایمان لاکر دُنیا میں اچھّے کام کیے ہوں گے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے وہ لوگ جنّت میں داخل کیے جائیں گے اور جن لوگوں نے دُنیا میں کُفر اختیار کیا یا بُرے کام کیے ہوں گے وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔
- عقلِ انسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیے جب زندگی بھر کے اعمال کا حساب و کتاب لیا جائے۔
- عقیدۂ آخرت پر مضبوطی کی بدولت انسان کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

آخرت میں ہر مُسلمان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار ہوگا۔ سب سے پہلے حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہوگا۔ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ایسی نعمت ہے کہ اس کے برابر کوئی نعمت نہیں، جسے ایک بار اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار مُیسّر ہوگا، وہ اُسے کبھی نہ بھول سکے گا۔ [6]

رہنمائے اساتذہ

١۔ طلبہ/ طالبات کو اس سبق کے ذریعے عقیدۂ آخرت کے معنی اور مفہوم سمجھایئے۔

٢۔ طلبہ/ طالبات کو یہ بتایئے کہ ایک دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اعمال کا حساب دینا ہے، لہٰذا ہمیں گناہوں بھری زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو راضی کرنے والے اعمال کرنے چاہییں۔

مدنی پھول

حضرت سیّدنا وہب بن منبہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: "جنّت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جب لوگ ان دروازوں پر پہنچیں گے تو خازن جنّت اُن سے کہیں گے ہمیں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عزت کی قسم! دُنیا سے بے رغبتی رکھنے اور جنّت سے محبّت کرنے والوں سے پہلے کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔" [۶]

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عقیدۂ آخرت سے کیا مراد ہے؟

ب۔ قُرآن مجید کی روشنی میں بتائیے کہ آخرت میں کون لوگ کامیاب ہوں گے؟

ج۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص کن باتوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے؟

د۔ عقیدۂ آخرت پر عقلی دلیل پیش کیجیے۔

ہ۔ عقیدۂ آخرت کے انسانی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں وقت سے بہت پہلے آخرت کی ____________ کے بارے میں آگاہ فرمادیا ہے۔

ب۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والے کو اُس کے اچھّے اعمال کے بدلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ____________ نصیب ہوگی۔

ج۔ عقیدۂ آخرت پر کامل ایمان ایک مُسلمان کی زندگی کا بہت بڑا ____________ ہے۔

د۔ عقلِ انسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیے، جب زندگی بھر کے اعمال کا ____________ لیا جائے۔

ہ۔ اگر جزا و سزا کے معاملے کا خوف نہ ہوگا تو معاشرے میں ____________ عام ہو جائے گا۔

و۔ ہمیں چاہیے کہ ________ کو دل میں بسا کر ایسے کام کریں جن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ راضی ہوں۔

سرگرمی

ایک چارٹ بنائیے جس پر لکھیے کہ آخرت میں کامیاب ہونے کے لیے کن باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے؟

فضائل سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

تدریسی مقاصد

- طلبہ/ طالبات کو حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فضائل سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ/ طالبات کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت واطاعت کا ذہن دینا۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے بنی نوعِ انسان کی رُشد وہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں کو نبوت ورسالت کا شرف دے کر دُنیا میں بھیجا اور اُنھیں کثیر فضائل وکمالات بھی عطا فرمائے جس کے سبب وہ عام مخلوق سے ممتاز ہوئے۔ البتہ ان فضائل وکمالات میں فرق ہے، بعض انبیا بعض سے اعلیٰ ہیں اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ چنانچہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی۔ (پارہ3، سورۂ بقرہ، آیت 253)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حُضور پُر نُور سیّد الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کثیر درجات کے ساتھ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر فضیلت عطا فرمائی، یہ اُمّتِ مُسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور بکثرت احادیثِ مُبارکہ سے ثابت ہے۔ آیئے ہم پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کیے گئے چند فضائل وکمالات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اوّلیت

حُضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تخلیقِ اوّل ہیں۔ کائنات کی کوئی شے ابھی وجود میں نہ آئی تھی کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نُور کو پیدا فرمایا۔ حضرت سیّدنا جابر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں "میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے ماں باپ آپ پر قُربان مُجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟" حُضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نُور اپنے نُور سے پیدا فرمایا۔" [8]

جس طرح حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیدائش میں سب سے اوّل ہیں، اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منصبِ نبوّت و رسالت پر فائز کیے جانے میں بھی اوّلیت حاصل ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حُضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمایا نیز عالمِ ارواح میں جب تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو خلعتِ نبوت سے نوازا گیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے تمام انبیا عَلَیْہِمُ السَّلَام سے حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد و حمایت کرنے کا عہد لیا۔

رسالتِ عامّہ

حُضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری سے قبل دیگر انبیا و رسل عَلَیْہِمُ السَّلَام کسی خاص علاقے، خاص زمانے یا خاص قوم کے لیے تشریف لاتے رہے۔ لیکن جب تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معبوث فرمایا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ساری کائنات کا رسول بنا کر بھیجا گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت، رسالتِ عامّہ ہے۔ تمام کائنات (یعنی انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات) آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت ہے، جیسا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خُوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (پارہ 22، سورۂ سبا، آیت 28)

تمام جہانوں کے لیے رحمت

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۷

اور ہم نے تُمھیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔ (پارہ 17، سورۂ انبیاء، آیت 107)

تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نبیوں، رسولوں اور فرشتوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کے لیے رحمت ہیں، جنّات اور انسانوں کے لیے رحمت ہیں، مؤمن وکافر کے لیے رحمت ہیں، حیوانات، نباتات اور جمادات کے لیے رحمت ہیں، الغرض عالم میں جتنی چیزیں داخل ہیں، سیّد المرسلین صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُن سب کے لیے رحمت ہیں۔ پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مؤمنین پر تو بہت ہی زیادہ مہربان اور رحیم ہیں، البتہ کافروں کے لیے بھی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات اس طرح رحمت ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بدولت اُن کے دُنیوی عذاب کو مؤخر کر دیا گیا ہے۔

ختمِ نبوت

نبوت و رسالت کا وہ سلسلہ جو حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے شروع ہوا تھا حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاتم النبییّن ہیں ۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔

تمام مخلوق میں افضل

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تمام مخلوق میں حُضورِ اکرم نورِ مجسم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب سے افضل ہیں ۔ حضرت سیّدنا عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مُجھے اُن میں سے بہترین رکھا، پھر اُن کے دو گروہ بنائے تو مُجھے اچھّے گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے تو مُجھے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر اُن کے خاندان بنائے تو مُجھے اُن میں سے اچھّے خاندان میں رکھا اور سب سے اچھّی شخصیت بنایا۔''

آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ امتیاز اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات میں تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ملنے والے تمام معجزات و فضائل جمع کر دیے گئے۔ مزید کئی معجزات ایسے بھی ہیں جو صرف آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کیے گئے، کسی اور نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو عطا نہیں کیے گئے۔

معجزۂ معراج

آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ''معراج'' ہے۔ شبِ معراج آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رات کے مختصر ترین حصّے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک پھر مسجدِ اقصٰی سے ساتوں آسمان، عرش و کرسی بلکہ لامکاں تک جسمانی طور پر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا وہ قُربِ خاص نصیب ہوا جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے کسی کو حاصل نہ ہو سکا نہ ہی قیامت تک کسی کو حاصل ہو گا۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کا دیدار کیا اور بلا واسطہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا۔ جنّت کی سیر فرمائی اور دوزخ کے عذابات کو ملاحظہ فرمایا۔ اس موقع پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنے خاص انعامات سے سرفراز فرمایا۔

خازن و قاسم ہونا

اس وسیع و عریض کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قبضۂ قدرت میں ہے، تمام زمینی و آسمانی خزانوں کا وہی مالک و مختار ہے اور وہ ان خزانوں میں سے جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کائنات کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو قاسم بنادیا یعنی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خلقِ خدا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں۔ مخلوق کے درمیان رزق و خیر اور تمام نعمتیں حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار سے ہی تقسیم ہوتی ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشادِ گرامی ہے: "میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ دینے والا ہے۔" [10]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جہاں اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائیں وہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو لامحدود اختیارات سے بھی نوازا۔ چنانچہ شرعی احکام پر ہر طرح کا اختیار آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کر دیا گیا جس پر جو کچھ چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے چاہیں، جو چاہیں حلال فرمادیں۔

جنّت کی کنجیاں

جس طرح دُنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادیں اسی طرح آخرت میں بھی جنّت کی کنجیاں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کی جائیں گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مالکِ جنّت ہیں جسے چاہیں جنّت عطا فرمادیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حُضورِ اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "روزِ قیامت (جنّت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔" [11]

شفاعتِ کُبریٰ

قیامت کے دن شفاعتِ کُبریٰ کا اعزاز حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے خاص ہے۔ اُس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی اور دیگر نیک بندوں کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا لیکن جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شفاعت نہ فرمائیں گے شفاعت کا دروازہ نہ کھلے گا اور حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی یہ شفاعتِ کُبریٰ مومن و کافر، مُطیع و نافرمان سب کے لیے ہوگی۔

میدانِ محشر میں انتظارِ حساب سخت مشکل معاملہ ہوگا۔ لوگ تمنّا کریں گے کہ کاش جہنّم میں پھینک دیے جائیں مگر اس انتظار سے نجات مل جائے۔ آخر اس مصیبت سے چھٹکارا حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کی بدولت ملے گا۔ اس پر تمام اوّلین و آخرین، مؤمنین و کافرین اور موافقین و مخالفین آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی حمد کریں گے اسی کا نام مقامِ محمود ہے۔ قُرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تُمھاری حمد کریں۔(پارہ15، سورۂ بنی اسرائیل، آیت79)

اس کے بعد حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شمار اُمّتیوں کو بلا حساب جنّت میں داخل فرمائیں گے۔ بعض وہ لوگ جن کے بارے میں جہنّم کا فیصلہ ہو چکا ہو گا، اُنھیں جہنّم سے بچائیں گے اور بعض کو شفاعت فرما کر جہنّم سے نکالیں گے۔ بعض جہنمیوں کے عذاب میں کمی کروائیں گے اور بعض جنّتیوں کے درجات بُلند فرمائیں گے۔

عزیز طلبہ! یاد رکھیے حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ والا صفات دونوں جہاں کی سعادتیں حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و محبّت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و محبّت ہے۔ کوئی شخص اُس وقت تک مُسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والدین، اپنی اولاد بلکہ تمام جہان والوں سے بڑھ کر حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبّت کرنے والا نہ بن جائے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم و توقیر جس طرح ظاہری حیاتِ مُبارکہ میں فرض تھی، اسی طرح آج بھی فرض ہے۔ لہٰذا جو شخص دُنیا میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے گا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبّت اپنے دل میں بسا کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت و پیروی اور تعظیم و توقیر کرے گا اُسے دونوں جہاں میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رحمت سے حصّہ ملے گا اور وہی دُنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو گا۔

یاد رکھنے کی باتیں

- اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ساری کائنات سے قبل اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نُور کو پیدا فرمایا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو منصبِ نبّوت و رسالت پر فائز کیے جانے میں بھی اوّلیت حاصل ہے۔
- انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو فرداً فرداً ملنے والے تمام معجزات و فضائل آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات میں جمع کر دیے گئے۔
- مخلوق کے درمیان رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار سے ہی تقسیم ہوتی ہیں۔
- قیامت کے دن شفاعتِ کُبریٰ کا اعزاز حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے خاص ہے۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم و توقیر جس طرح ظاہری حیاتِ مُبارکہ میں فرض تھی اسی طرح آج بھی فرض ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حُضورِ اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فضائل سے آگاہ کیجیے۔
۲. آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فضائل بتا کر طلبہ / طالبات کے دلوں میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبّت و اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔

سوال نمبر۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ انبیائے کرام علیہم السّلام عام انسانوں سے کیوں ممتاز ہیں؟

ب۔ اللہ عزّوجلّ نے ساری کائنات سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟

ج۔ تمام مخلوق میں سب سے افضل کون ہیں؟ حدیثِ پاک کی رُوشنی میں بیان کیجیے۔

د۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے معجزۂ معراج کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ہ۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے اختیارات و تصرّفات پر نوٹ لکھیے۔

و۔ مقامِ محمود سے کیا مُراد ہے؟ یہ مقام کس کو عطا کیا جائے گا؟

سوال نمبر۲۔ خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ بعض انبیاء، بعض سے اعلیٰ ہیں اور ہمارے پیارے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم سب سے ____________ ہیں۔

ب۔ حُضور نبیٔ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم اللہ عزّوجلّ کی ____________ ہیں۔

ج۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی رسالت ____________ ہے۔

د۔ حُضورِ اکرم، نُورِ مجسم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم اللہ عزّوجلّ کی تمام مخلوق میں سب سے ____________ ہیں۔

ہ۔ معراج شریف کے موقع پر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو اللہ عزّوجلّ کا ____________ نصیب ہوا۔

و۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے: "میں ____________ کرنے والا ہوں اور اللہ عزّوجلّ دینے والا ہے۔"

باب سوم

عبادات

حج کی فضیلت وعالمگیریت

تدریسی مقاصد

- طلبہ / طالبات کو حج کی لُغوی اور اصطلاحی تعریف بتانا۔
- طلبہ / طالبات کو حج کی فضیلت اور عالمگیریت کے حوالے سے آگاہ کرنا۔

حج کے لُغوی معنی "قصد کرنا، زیارت کا ارادہ کرنا یا زیارت کے لیے جانا" کے ہیں، جب کہ شرعی اصطلاح میں احرام باندھ کر 9 ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ معظمہ کا طواف کرنے کو حج کہتے ہیں۔ مکّۂ مکرّمہ کے مختلف مقاماتِ مقدّسہ میں حاضر ہو کر کچھ آداب و اعمال بجالانا بھی حج میں شامل ہیں۔(در مختار) [12]

حج کی فرضیت

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے، یہ سن 9 ہجری میں مُسلمانوں پر فرض ہوا۔ حج ارکانِ اسلام میں سے وہ انفرادی رُکن ہے، جو شرائط پائے جانے کی صورت میں زندگی میں فقط ایک ہی بار فرض ہوتا ہے۔ قُرآنِ مجید فُرقانِ حمید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ
>
> اور اللہ کے لیے لوگوں پر اُس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اُس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔(پارہ4، سورۂ آلِ عمران، آیت 97)

حج کی فضیلت و اہمیت

اگرچہ اہلِ عرب پہلے بھی حج کیا کرتے تھے، لیکن اُن کے حج میں عبادت کا پہلو بالکل ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ لوگ آتے، سیر و تفریح کرتے، شاعر اپنے قصیدے اور خطیب اپنے خطبے سُنا کر لوگوں پر اپنا سکّہ جماتے اور واپس چلے جاتے۔ گویا حج ایک میلہ بن کر رہ گیا تھا۔ [13]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر یہ آیتِ مُبارکہ نازل فرمائی:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ

اور حج اور عُمرہ اللہ کے لیے پُورا کرو (پارہ2، سورۂ بقرہ، آیت196)

یعنی حج و عمرہ دونوں کو اُن کے فرائض و شرائط کے ساتھ خاص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے بغیر سُستی اور کوتاہی کے مکمل کرو۔ [14]

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "جس نے حج کیا اور حج کے درمیان رفث (فحش کلام) اور فسق نہ کیا تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔" (بخاری) [15]

ایک اور مقام پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "حج و عُمرہ کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وفد اور اُس کی زیارت کرنے والے ہیں، اگر وہ اُس سے سوال کریں تو وہ عطا فرماتا ہے، اگر معافی چاہیں تو معاف فرماتا ہے اور اگر دُعا کریں تو اُن کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ) [16]

فرض حج ادا نہ کرنے کی وعید

جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرے اُس کے لیے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "جسے کسی واقعی ضرورت نے یا کسی بیماری نے یا کسی ظالم حکمران نے نہ روک رکھا ہو اور وہ اس کے باوجود حج نہ کرے تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔" [17]

حج کی عالمگیریت

حج ایک ایسی عالمگیر عبادت ہے، جس میں اسلام کا مکمل پیغام موجود ہے۔ یہ دُنیا کے تمام انسانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کا عملی مظاہرہ ہے۔ حج کے موقع پر دنیا کے کونے کونے سے مُسلمان جمع ہو کر اس کے جو عالمگیر فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

- مساوات

اسلام کا ایک اہم ترین اصول مساوات ہے حج کے ذریعے یہ مقصد بخوبی حاصل ہو تا ہے۔ حج کے موقع پر سب لوگ ایک ہی لباس میں، ایک ہی حالت میں اور ایک ہی جگہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ امیر و غریب سب ہی یکساں طور پر حج کے ارکان و افعال ادا کر رہے ہوتے ہیں کسی کو کوئی امتیازی خصوصیت حاصل نہیں ہوتی، یہی مساوات اسلام کی تعلیم ہے جس کا عملی مظاہرہ حج کے موقع پر کیا جاتا ہے اس طرح دُنیا کے سب امتیازات اور فرق مٹ جاتے ہیں۔

• نظم وضبط

حج عالمگیر نظم وضبط کا عملی مظاہرہ ہے، چنانچہ سب مُسلمانوں کا منٰی میں خیمے لگانا، پھر سب کا عرفات کی طرف سفر کرنا اور میدانِ عرفات میں رب عَزَّوَجَلَّ کی بار گاہ میں مُناجات کرنا، پھر سب کا رات کو مُزدلفہ میں قیام کرنا، پھر سب کا ایک ساتھ منٰی کی طرف پلٹنا، پھر سب کا جمرات پر کنکریاں مارنا، پھر سب کا قُربانیاں کرنا، پھر سب کا ایک ساتھ کعبے کی طرف پلٹ کر طوافِ زیارت کرنا۔ یہ سب اعمال نظم وضبط کا وہ عملی منظر پیش کرتے ہیں جس کی مثال پُوری دُنیا میں نہیں ملتی۔

• اتّحادِ اُمّت کا عملی مظاہرہ

دُنیا بھر کے مُسلمانوں کا یہ اجتماع اُخوّتِ دینی کے جذبہ کو بڑھاتا اور عملاً ایک جہتی کے اظہار کا ذریعہ بنتا ہے یہ اجتماع اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کا عملی مظاہرہ پیش کرتا ہے کہ سب مُسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں نیز اس سے ضمنی طور پر مُسلمانوں کو مذہبی، تجارتی وسیاسی امور پر سیکھنے سکھانے کا موقع بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس کی برکت سے مختلف قوموں، مختلف نسلوں اور مختلف زبانوں کے مُسلمانوں کے درمیان باہمی اتّحاد و تعاون کے جذبے کو فروغ ملتا ہے۔

• شوکتِ اسلام کا اظہار

حج کے رُوح پرور اجتماع کے ذریعے عظیم الشّان شوکتِ اسلام کا اظہار ہوتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں مُسلمانوں کا ایک ساتھ جمع ہونا کُفّار کے دلوں پر اسلام کی ہیبت طاری کر دیتا ہے۔

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو بتایئے کہ حج میں بجالائے جانے والے اکثر اعمال اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کے مُبارک افعال کی یاد میں کیے جاتے ہیں۔ مثلاً حجرِ اسود کو بوسہ دینا پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّت مُبارکہ ہے۔ صفاو مروہ کے درمیان سعی بی بی ہاجرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی یاد میں کی جاتی ہے جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے پیارے بیٹے حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔ شیطان نے حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے ذبح سے روکنے کی کوشش کی تو آپ نے شیطان کو کنکریاں ماریں تھیں اسی لیے حاجی بھی شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں۔ اسی طرح حضرت سیّدنا ابراہیم و اسمٰعیل عَلَیْہِمَا السَّلَام کی عظیم سُنّت کی یاد میں قُربانی کی جاتی ہے۔ یہ قُربانی حج کے شُکرانے کے طور پر کی جاتی ہے۔

٢. طلبہ / طالبات کو بتایئے کہ حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجّہ کے ابتدائی 10 دن ہیں۔ البتہ صاحبِ استطاعت ہونا جن ایّام میں دیکھا جائے گا اس سے مُراد وہ ایام ہیں جب اُس ملک میں حج کے لیے فارم جمع کیے جاتے ہیں۔

یادرکھنے کی باتیں

- حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے یہ سن 9 ہجری میں مُسلمانوں پر فرض ہوا۔
- حج ارکان اسلام میں سے وہ انفرادی رُکن ہے، جو شرائط پائے جانے کی صورت میں زندگی میں فقط ایک ہی بار فرض ہوتا ہے۔
- حج ایک ایسی عالمگیر عبادت ہے، جس میں اسلام کا مکمل پیغام موجود ہے۔
- حج کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں مُسلمانوں کا ایک ساتھ جمع ہونا کفار کے دلوں پر اسلام کی ہیبت طاری کر دیتا ہے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حج کے لُغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیجیے۔

ب۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں حج کی فرضیت واہمیت بیان کیجیے۔

ج۔ جو شخص فرض ہونے کے باوجود حج ادا نہ کرے اس کے لیے کیا وعید ہے؟

د۔ حج کی برکت سے حاصل ہونے والے چند عالمگیر فوائد بیان کیجیے۔

ہ۔ حج کے ذریعے اتحادِ اُمّت کا عملی مظاہرہ کس طرح ہوتا ہے؟ بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حج کے لُغوی معنی ”قصد کرنا، ____________ یا زیارت کے لیے جانا“ کے ہیں۔

ب۔ حج سن ____________ ہجری میں مُسلمانوں پر فرض ہوا۔

ج۔ جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرے اُس کے لیے سخت ____________ بیان کی گئی ہیں۔

د۔ اسلام کا ایک اہم ترین اصول ____________ ہے، حج کے ذریعے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوتا ہے۔

ہ۔ حج کے رُوح پرور اجتماع کے ذریعے عظیم الشّان ____________ کا اظہار ہوتا ہے۔

ہماری عیدیں

تدریسی مقاصد

- طلبہ / طالبات کو عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ کا پس منظر بتانا۔
- صدقۂ فطر اور قُربانی سے متعلق معلومات فراہم کرنا۔
- طلبہ کو نمازِ عید کا طریقہ سکھانا۔

اسلامی مُعاشرے میں ولادت، نکاح، ولیمہ اور عقیقے وغیرہ کے مواقع پر خُوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس سے لوگوں میں محبّت و اُخوّت پروان چڑھتی اور تعاون و ہمدردی کو فروغ ملتا ہے مگر ان خُوشیوں کا دائرہ مخصوص افراد اور خاندانوں تک ہی محدود رہتا ہے۔ عیدُالفطر اور عیدُ الاضحیٰ مُسلمانوں کے دو بڑے مذہبی تہوار ہیں۔ جن میں پُوری دُنیا کے مُسلمان شریک ہوتے ہیں اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس موقع پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرماتا ہے۔

حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ: "اہلِ جاہلیت نے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آمد سے قبل سال میں دو دن مقرر کر رکھے تھے جس میں وہ کھیل کود کرتے تھے۔ جب نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مدینۂ منوّرہ تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تُم ان دو دنوں میں کھیل کود کرتے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دنوں کے بدلے میں تُمھیں ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیے ہیں عیدُالفطر اور عیدُ الاضحیٰ۔" (نسائی) [18]

عیدُ الفطر

عیدُالفطر مُسلمانوں کا ایک بڑا مذہبی تہوار ہے۔ یہ ہر سال رمضانُ المُبارک کے بعد یکم شوّال المکرم کو منایا جاتا ہے۔ عیدُالفطر حقیقی طور پر اُن خوش نصیب مُسلمانوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے انعام ملنے کا دن ہے۔ جو رمضانُ المُبارک کو روزوں، نمازوں اور دیگر عبادتوں میں گزارتے ہیں۔ عیدُالفطر ایک طرف تو مُسلمانوں کو خُوشی کے اظہار کا موقع فراہم کرتی اور ایک دوسرے سے میل جول کا ذریعہ بنتی ہے تو دوسری طرف صدقۂ فطر کی ادائیگی کی صورت میں غریب مُسلمانوں کی مدد کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ عیدُ الفطر کی مُبارک رات کو "لَیْلَۃُ الْجَائِزَۃ" یعنی "انعام کی رات" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جب عید کی صُبح ہوتی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ فرشتے زمین پر تشریف لا کر سب گلیوں اور راستوں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس طرح ندا دیتے ہیں: "اے اُمّتِ محمّد! اُس ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں چلو! جو بہت ہی زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے سے بڑا گُناہ معاف فرمانے والا ہے۔" پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں سے یوں مُخاطب ہوتا ہے: "اے میرے بندو! مانگو! کیا مانگتے ہو؟ مُجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! آج کے روز اس (نمازِ عید کے) اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پُورا کروں گا اور جو کچھ دُنیا کے بارے میں مانگو گے، اُس میں تُمھاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا (یعنی اس معاملے میں وہ کروں گا جس میں تُمھاری بہتری ہو) مُجھے اپنی عزّت کی قسم! جب تک تُم میرا لحاظ رکھو گے میں بھی تُمھاری خطاؤں پر پردہ پوشی فرماتا رہوں گا۔ مُجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! میں تُمھیں حد سے بڑھنے والوں (یعنی مُجرموں) کے ساتھ رُسوا نہ کروں گا۔ بس اپنے گھروں کی طرف مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ۔ تُم نے مُجھے راضی کر دیا اور میں بھی تُم سے راضی ہو گیا۔"

عید کا دن ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ کے فضل و رحمت کا دن ہے۔ اس دن اچّھے اچّھے کام کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اُس کے فضل و کرم کا طلب گار ہونا چاہیے۔ ان پُر مسّرت لمحات کو لہو و لعب اور فُضول کاموں میں گزارنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ بھلائی کے کام کر کے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس دن صدقۂ فطر کی ادائیگی کے ذریعے غریب مُسلمانوں کی مدد کرنی چاہیے نیز اپنے ناراض رشتے داروں، دوستوں اور پڑوسیوں کو منا کر، اُن سے گلے مل کر پُرانی رنجشیں مٹا دینی چاہییں، نیز مہمان نوازی کی سُنّت ادا کرتے ہوئے گھر آئے مہمانوں کی ضیافت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

صدقۂ فطر

اسلام نے عیدُالفطر کے موقع پر خصوصی طور پر غریبوں کی مدد کے لیے صدقۂ فطر کو واجب قرار دیا ہے۔ صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کرنا سنّت ہے تا کہ ہمارے غریب و نادار بھائی بھی عید کی خُوشیوں میں ہمارے ساتھ شریک ہو سکیں اور ہمارے بچّوں کی طرح ان کے بچّے بھی عید کی خُوشیاں منا سکیں۔

سن 2 ہجری میں جب مُسلمانوں پر رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اسی سال عید سے دو دن پہلے صدقۂ فطر کا حکم دیا گیا۔ [20]

صدقۂ فطر دراصل رمضانُ المُبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تا کہ روزے کی حالت میں لغو (فضول) اور بے ہودہ کاموں سے روزے کی طہارت (صفائی) ہو جائے اور ساتھ ہی عید کے موقع پر غریبوں اور ناداروں کی مدد بھی ہو جائے۔ حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: "نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے روزوں کو لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کو کھلانے کے لیے صدقۂ فطر مقرّر فرمایا ہے۔" (ابوداؤد) [21]

صدقۂ فطر ہر اُس مُسلمان مرد و عورت پر واجب ہے جو عید الفطر کی صُبح صادق طلوع ہوتے وقت صاحبِ نصاب ہو۔ صاحبِ نصاب مرد پر اپنے علاوہ اپنے اُن چھوٹے (نابالغ) بچّوں کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے جو خُود مالی اعتبار سے

صاحبِ نصاب نہ ہوں۔ صدقۂ فطر کی کم از کم مقدار 1920 گرام گندم یا اُس کا آٹا یا اتنی گندم کی قیمت ہے۔

عیدُالاضحیٰ

عیدُالاضحیٰ اُمّتِ مُسلمہ کے لیے سال کا دُوسرا بڑا مذہبی تہوار ہے۔ عیدُ الاضحیٰ ہر سال ذوالحجۃ الحرام کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ دس ذوالحجۃ الحرام کو سب سے پہلا کام شہر میں نمازِ عید کی ادائیگی ہے، جس کے بعد مُسلمان سُنّتِ ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر جانور قُربان کرتے ہیں۔

اس دن جانور کی قُربانی اُس واقعہ کی یاد دلاتی ہے جب حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام نے اپنے بیٹے حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر قُربانی کے لیے پیش فرمادیا تھا۔ حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام نے حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام بطور فدیہ جنّت سے ایک مینڈھا لائے اور دُور سے اونچی آواز میں فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،جب حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام نے آواز سُنی تو اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور خُوش ہو کر فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ،جب حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام نے یہ سُنا تو فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ [22]

اُن مُبارک ہستیوں کی زبانِ مُبارک سے جاری ہونے والے یہ الفاظ اُمّتِ محمدیہ کے لیے تاقیامت لازم کر دیے گئے۔ ان مُبارک کلمات کو "تکبیرِ تشریق" کہتے ہیں۔ 9 ذوالحجۃ الحرام کی نماز فجر سے 13 ذوالحجۃ الحرام کی نماز عصر تک پانچوں وقت کی فرض نمازیں جو جماعت مُستحبہ کے ساتھ ادا کی جائیں اُن میں ایک بار بُلند آواز سے تکبیرِ تشریق کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے۔ تکبیرِ تشریق یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" سلام پھیرنے کے فوراً بعد کہنی واجب ہے۔ [23]

قُربانی

قُربانی ایک مالی عبادت ہے جو کہ حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام کی یاد میں اس اُمّت کے صاحبِ حیثیت مُسلمانوں پر واجب کی گئی۔ قُربانی ہر عاقل، بالغ، مقیم صاحبِ نصاب مُسلمان مرد و عورت پر ہر سال واجب ہوتی ہے۔ قُربانی کا وقت دس ذوالحجۃ الحرام کے طلوعِ صُبحِ صادق سے بارہ ذوالحجۃ الحرام کے غروبِ آفتاب تک ہے۔

احادیثِ مُبارکہ میں قُربانی کرنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ! یہ قُربانیاں کیا ہیں؟" فرمایا: "تُمھارے باپ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام کی سُنّت ہے۔" لوگوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ! ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟" فرمایا: "ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔" عرض کی: "اُون کا کیا حکم ہے؟" فرمایا: "اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔" [24]

عیدُالاضحیٰ کے موقع پر بھی ہمیں اپنے عزیز و اقارب، دوست واحباب اور فُقرا و مساکین کو اپنی خُوشیوں میں شریک کرنا چاہیے۔ جو مُسلمان عیدُالاضحیٰ کے موقع پر قُربانی کی سعادت حاصل کرتے ہیں اُن کے لیے مُستحب ہے کہ گوشت کے تین حصّے کر کے

ایک حصہ فُقرا و مساکین پر صدقہ کریں اور ایک حصّہ دوست و احباب کے یہاں بھیجیں اور ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لیے رکھیں اور اس میں سے خُود بھی کچھ کھالیں۔ اس طرح صلۂ رحمی، اُخوّت و بھائی چارے اور آپس کی محبّتوں میں اضافہ ہو گا اور ایسا کرنے والے کو فُقرا و مساکین کی دُعاؤں میں سے حصّہ بھی نصیب ہو گا۔

عید کے مستحبات

عید کے دن چند کام مستحب ہیں:

- بال کٹوانا۔ • ناخن ترشوانا۔ • غُسل کرنا۔ • مسواک کرنا۔ • اچھّے کپڑے پہننا (نئے ہوں تو نئے ورنہ دُھلے ہوئے)۔ • خُوشبو لگانا۔
- فجر کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا۔ • عیدُ الفطر کی نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا، (تین، پانچ، سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھا لیجیے مگر عیدُ الاضحیٰ میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے۔)
- عیدُ الفطر کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔ • خُوشی ظاہر کرنا۔ • کثرت سے صدقہ دینا۔
- نمازِ عید، عید گاہ میں ادا کرنا۔ • عید گاہ کو پیدل جانا۔ • نماز عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور دُوسرے راستے سے واپس آنا۔
- عید گاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے جانا۔ • ایک دوسرے کو مُبارک باد دینا۔
- بعد نماز عید مُصافحہ (یعنی ہاتھ ملانا) اور مُعانقہ کرنا (یعنی گلے ملنا) جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے۔
- عیدُ الفطر کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں آہستہ آواز میں تکبیر پڑھنا اور عیدُ الاضحیٰ کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں بُلند آواز سے تکبیر پڑھنا۔

نمازِ عید کا طریقہ (حنفی)

پہلے اس طرح نیّت کیجیے: میں نیّت کرتا ہوں دو رکعت نماز عیدُ الفطر یا عیدُ الاضحیٰ کی، ساتھ چھ زائد تکبیروں کے، واسطے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے، پیچھے اس امام کے، پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائیے اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیجیے اور ثناء پڑھیے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائیے اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے لٹکا دیجیے۔ پھر ہاتھ کانوں تک اُٹھائیے اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر لٹکا دیجیے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیے اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر باندھ لیجیے۔ یعنی پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیے، دوسری اور تیسری تکبیر میں لٹکائیے اور چوتھی میں ہاتھ باندھ لیجیے۔ اس کو یوں یاد رکھیے کہ جہاں قیام میں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھنے ہیں اور جہاں کچھ نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ لٹکانے ہیں۔ (پھر امام صاحب تعوّذ اور تسمیہ آہستہ پڑھ کر اَلْحَمْدُ شریف اور سُورت بلند آواز سے پڑھیں گے اس دوران آپ خاموش رہیے) پھر رُکوع و سجود کیجیے۔ دُوسری رکعت میں (امام صاحب اَلْحَمْدُ شریف اور سُورت بلند آواز سے پڑھیں گے۔ اس دوران آپ خاموش رہیے)۔ قرأت کے بعد تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہیے اور ہر بار ہاتھ لٹکا دیجیے، چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے رُکوع میں جائیے اور قاعدے کے مطابق نماز مکمل کر لیجیے۔ عیدین کی نماز کے بعد خُطبہ ہوتا ہے وہ خطبہ سُنیے اور پھر دُعا کے بعد لوگوں سے مُصافحہ اور مُعانقہ کیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- صدقۂ فطر ہر اُس مُسلمان مرد و عورت پر واجب ہے جو عید الفطر کی صُبحِ صادق طلوع ہوتے وقت صاحبِ نصاب ہو۔
- صاحبِ نصاب مرد پر اپنے علاوہ اپنی اُس نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے جو خُود صاحبِ نصاب نہ ہو۔
- صدقۂ فطر کی کم از کم مقدار 1920 گرام گندم یا اُس کا آٹا یا اتنی گندم کی قیمت ہے۔
- صدقۂ فطر، عیدُ الفطر کی نماز سے پہلے پہلے ادا کرنا سُنّت ہے۔
- قربانی ہر عاقل و بالغ، مقیم، صاحبِ نصاب مُسلمان مرد و عورت پر ہر سال واجب ہے۔
- قربانی کا وقت 10 ذوالحجہ کو طلوعِ صُبحِ صادق سے 12 ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے۔

مدنی پھول

حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: "جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے، اُس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے، ذوالحجّہ شریف کی آٹھویں، نویں اور دسویں رات، عیدُ الفطر کی رات، شعبان المعظّم کی پندرھویں رات۔" [25]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اُتنی مالیت کا حاجتِ اصلیہ سے زائد مال ہو اُسے صاحبِ نصاب کہا جاتا ہے۔ [26]

۲. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ جن لوگوں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے وہ لوگ صدقۂ فطر کے بھی حق دار ہیں یعنی فقرا و مساکین وغیرہ۔

۳. طلبہ کو نمازِ عید کا طریقہ اچھی طرح سمجھائیے نیز طالبات کو بتائیے کہ عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں۔

۴. طلبہ / طالبات کو مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ رسالے "بیٹا ہو تو ایسا" سے حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی قُربانی کا مفصّل واقعہ گھر سے پڑھ کر آنے کا کہیے، دُوسرے دن اِس بارے میں چند سوالات کیجیے۔

سوال نمبر ۱ : مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ کب منائی جاتی ہیں؟

ب۔ عید کے دن کیے جانے والے چند مستحب کام بیان کیجیے۔

ج۔ نمازِ عید کا طریقہ تحریر کیجیے۔

د۔ صدقۂ فطر کن مُسلمانوں پر واجب ہے؟

ہ۔ عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر غریبوں کی مدد کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ قُربانی سے متعلق حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان تحریر کیجیے۔

ب۔ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صدقۂ فطر سے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ تکبیرِ تشریق کے کلمات کب ادا کیے جاتے ہیں؟

د۔ حقیقی طور پر عیدُ الفطر کی خُوشی کا کون حق دار ہے؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ عیدُ الفطر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے __________ ملنے کا دن ہے۔

ب۔ عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر پوری دُنیا کے __________ خُوشیوں میں شریک ہوتے ہیں۔

ج۔ قُربانی کا وقت دس __________ کے طلوعِ صُبحِ صادق سے بارہ ذوالحجّہ کے غروبِ آفتاب تک ہے۔

د۔ عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ مُسلمانوں کے دو بڑے __________ تہوار ہیں۔

ہ۔ عیدین کی نماز کے بعد __________ ہوتا ہے۔

فضائل حرمین شریفین

تدریسی مقاصد

- طلبہ/ طالبات کے سامنے احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ منورہ کے فضائل بیان کرنا۔
- طلبہ/ طالبات کو مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ منورہ کی خصوصیات سے آگاہ کرنا۔

مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ منوّرہ کو ''حرمین شریفین'' کہتے ہیں۔ مکّۂ مکرّمہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اور مدینۂ منوّرہ کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حرم قرار دیا ہے۔ یہاں رہنے والے خُوش نصیب لوگوں کو ''اہلِ حرمین'' کہا جاتا ہے۔ 27

فضائلِ مکّۂ مکرّمہ

مکّۂ مکرّمہ نہایت بابرکت اور عظمت والا شہر ہے، ہر مُسلمان اس کی حاضری کی تمنّا رکھتا ہے۔ اس مُبارک شہر میں ہر گھڑی بارانِ رحمت نازل ہوتی رہتی ہے، یہاں لُطف و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا اور کوئی مانگنے والا محروم نہیں رہتا۔

اس شہر کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں کے لیے امن والا بنایا ہے جیسا کہ قُرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ

اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا۔ (پارہ 1، سورۂ بقرہ، آیت 125)

حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: ''رُوئے زمین پر سب سے بہتر، خیر والا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب ترین شہر مکّۂ مکرّمہ ہے۔''[28] مکّۂ مکرّمہ وہ مُبارک شہر ہے جسے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا وطن اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ولادت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مکّۂ مکرّمہ میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی ظاہری حیات کے 53 سال گزارے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دینِ اسلام کی تبلیغ کا آغاز اسی شہر سے فرمایا۔ کعبۃ اللہ شریف جسے دُنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، اسی مُبارک شہر میں واقع ہے۔ دُنیا بھر کے مُسلمان اسی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکّہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لیے ہدایت ہے۔
(پارہ 4، سورۂ آلِ عمران، آیت 96)

اسی مُبارک شہر میں مسجدِ حرام شریف بھی واقع ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جہاں 70 انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے مزارات ہیں۔ مکّۂ مکرّمہ کی دیگر مشہور مساجد میں مسجدِ جن، مسجدِ خیف، مسجدِ جعرانہ اور مسجدِ نمرہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہیں آبِ زم زم شریف کا وہ مُبارک کنواں ہے جسے حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی مُبارک ایڑیوں سے نسبت حاصل ہے، جب کہ یہیں کعبۃ اللہ شریف کے ایک کونے میں جنّتی پتھر حجرِ اسود بھی ہے، اسی طرح دروازۂ کعبہ کے سامنے مقامِ ابراہیم ہے۔ یہ وہ جنّتی پتّھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے کعبۃ اللہ شریف کی عمارت تعمیر فرمائی۔ اُس مُبارک پتّھر پر آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے قدمین شریفین کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔ صفا و مروہ کی وہ مُبارک پہاڑیاں جن کو حضرت سیّدتنا ہاجرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے نسبت حاصل ہے، وہ بھی اسی شہر میں موجود ہیں۔

خصوصیات

دُنیا بھر سے مُسلمان حج کی سعادت پانے کے لیے اس مقدّس شہر میں حاضر ہوتے ہیں۔ اسی مُبارک شہر میں میدانِ عرفات بھی ہے جہاں مُسلمان حج کا سب سے بڑا رکن وقوفِ عرفہ ادا کرتے ہیں۔ اسی مُبارک شہر میں منٰی و مزدلفہ کے میدان بھی ہیں جہاں حاجی مناسکِ حج ادا کرتے ہیں۔ اس مُبارک شہر میں وہ غار بھی ہے، جسے غارِ حرا کہتے ہیں، غارِ حرا میں حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اکثر ذکر و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اس غار میں ہی پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ غارِ ثور بھی مکّۂ مکرّمہ ہی میں ہے جہاں سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ہجرت کے موقع پر تین رات قیام فرمایا۔ جنّت البقیع کے بعد دُنیا کا سب سے افضل قبرستان جنّت المعلٰی بھی یہیں پر ہے۔[29] اس قبرستان میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا خدیجۃ الکبرٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سمیت کئی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مزارات موجود موجود ہیں۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ اسی شہر مقدّس میں ظاہر ہوا۔ حضرت سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ظہور بھی مکّۂ مکرّمہ میں ہو گا۔ مکّۂ مکرّمہ کی گرمی پر ایک لمحہ صبر کرنے والے کو جہنّم کی آگ سے دُور کر دیا جاتا ہے۔[30] مکّۂ مکرّمہ کا ہی ایک حصّہ جسے حرم کہتے ہیں اتنی عظمت و شان والا ہے کہ وہاں ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

فضائلِ مدینۂ منوّرہ

مدینۂ منوّرہ کا ایک نام مدینۃ الرسول بھی ہے۔اس مُبارک شہر کا تذکرہ عاشقانِ رسول کے لیے باعثِ راحتِ قلب و سینہ ہے۔عاشقانِ رسول اس شہر کی زیارت کے مشتاق رہتے ہیں۔دُنیا کی مختلف زبانوں میں مدینۂ منوّرہ کے دیدار کی تمنّا میں بے شمار قصیدے لکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔جس شخص کو ایک بار مدینے کا دیدار ہو جائے،وہ خُود کو خوش قسمت تصوّر کرتا اور مدینے میں گزرے ہوئے حسین لمحات کو ہمیشہ کے لیے یادگار قرار دیتا ہے۔ مدینۂ منوّرہ وہ مُبارک شہر ہے جس کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔مدینۂ منوّرہ سے ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے حد پیار فرمایا کرتے تھے،اس شہر کے لیے حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دُعائیں بھی فرمائیں۔ چنانچہ مدینۂ منوّرہ کے لیے برکت کی دُعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:"اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جتنی برکتیں مکّۂ مکرّمہ میں تو نے رکھی ہیں اُس سے دوگنی برکتیں مدینۂ منوّرہ میں رکھ دے۔" (مسلم) [31]

اسی طرح ایک بار فرمایا:"اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم کو مکّہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے لیے دُرست فرمادے۔" [32]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خاکِ مدینہ میں شفا رکھی ہے۔چنانچہ فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے:"اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے،بے شک خاکِ مدینہ ہر بیماری کی شفا ہے۔" [33] مدینۂ منوّرہ میں مسجدِ نبوی شریف ہے جس کی تعمیر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ مل کر فرمائی۔مسجدِ نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔(ابن ماجہ) [34] یہاں کی دیگر مشہور مساجد میں مسجدِ قُبا،مسجدِ قبلتین اور مسجدِ جُمعہ وغیرہ شامل ہیں۔

خصوصیات

مدینۂ منوّرہ کی سرزمین پر روضۂ رسول ہے جہاں صُبح و شام ستّر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔یہاں کی زمین کا وہ مُبارک حصّہ جس پر رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جسم مُنور تشریف فرما ہے وہ ہر مقام حتّٰی کہ خانۂ کعبہ،بیتُ المعمور،عرش و کُرسی اور جنّت سے بھی افضل ہے۔ [35] حجرۂ مُبارکہ اور منبر شریف کے درمیان کی جگہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ (جنّت کی کیاری) ہے۔دُنیا کا افضل ترین قبرستان جنّت البقیع بھی اسی شہر میں ہے جہاں دس ہزار صحابۂ کرام واہلِ بیت اطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بے شمار تابعین واولیائے عظام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے مزارات ہیں۔

مدینۂ منوّرہ کے فضائل اور اس کی برکات کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔اس شہرِ مقدّس میں نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی حیاتِ ظاہری کا دس سال سے زائد عرصہ گزارا۔یہ وہ مُبارک شہر ہے کہ جہاں اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اُسے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت ملنے کی بشارت ہے،جیسا کہ حُضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں:"تم میں سے جو مدینے میں مرنے کی استطاعت رکھے وہ مدینے ہی میں مرے،کیونکہ جو مدینے میں مرے گا میں اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہی دوں گا۔" [36]

مدینۂ منوّرہ کو اسلام کا پہلا دار الخلافہ ہونے کی سعادت حاصل ہے۔اسی مُبارک شہر میں اسلام کے دو عظیم غزوات غزوۂ احد اور غزوۂ خندق پیش آئے جن میں مُسلمانوں کو عظیم فتح نصیب ہوئی۔اس شہرِ مقدّس میں وہ مُبارک پہاڑ بھی ہے جس کے دامن میں نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کے چچا جان سیّد الشہداء حضرت سیّدنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دیگر شہدائے احد صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مزارات موجود ہیں۔ اور اسی پہاڑ سے متعلق حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: هٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یہ اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبّت کرتے ہیں۔[37]

یاد رکھنے کی باتیں

- مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ منوّرہ کو "حرمین شریفین" کہتے ہیں۔
- مدینۂ منوّرہ وہ مُبارک شہر ہے جس کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔
- فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: "بے شک خاکِ مدینہ ہر بیماری کی شفا ہے۔"
- مدینۂ منوّرہ کی سرزمین پر روضۂ رسول ہے جہاں صُبح و شام ستّر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔
- زمین کا وہ حصّہ جہاں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جسمِ منوّر تشریف فرما ہے وہ ہر مقام حتّٰی کہ خانۂ کعبہ، بیتُ المعمور، عرش و کرسی اور جنّت سے بھی افضل ہے۔
- غزوۂ احد اور غزوۂ خندق مدینۂ منوّرہ میں ہوئے۔ ان غزوات میں مُسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "مکّے اور مدینے میں دجّال داخل نہیں ہو سکے گا۔"[38]

مدنی پُھول

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: "جس شخص کی حج یا عُمرہ کرنے کی نیت تھی اور اسی حالت میں اسے حرمین شریفین یعنی مکّے یا مدینے میں موت آگئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بروزِ قیامت اس طرح اُٹھائے گا کہ اُس پر نہ حساب ہو گا نہ عذاب۔"[39]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کے سامنے احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ منوّرہ کے فضائل بیان کرکے اُن کے دلوں میں ان مُبارک شہروں کی محبّت اُجاگر کیجیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو حضرت سیّدنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی مُبارک ایڑیوں سے چشمہ جاری ہونے کا واقعہ بتائیے۔ اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ عجائب القرآن کے صفحہ نمبر 145 تا 150 سے مدد لیجیے۔

۳. طلبہ / طالبات کو مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ منوّرہ کے بارے میں مزید معلومات اور مزید فضائل جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ "عاشقانِ رسول کی 130 حکایات" کے مطالعے کی ترغیب بھی دلائیے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ قُرآنِ کریم میں مکّۂ مکرّمہ کے کیا فضائل بیان کیے گئے ہیں؟

ب۔ مکّۂ مکرّمہ کی چند امتیازی خصوصیات بیان کیجیے۔

ج۔ مدینۂ منوّرہ کی چند امتیازی خصوصیات بیان کیجیے۔

د۔ مدینۂ منوّرہ کے بارے میں حُضورِ اقدّس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا دُعائیں فرمائی ہیں؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ اہل حرمین کن خُوش نصیب لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

ب۔ مکّۂ مکرّمہ کے بارے میں حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

ج۔ حرم شریف میں کی جانے والی نیکی کا ثواب بیان کیجیے۔

د۔ مدینۂ منوّرہ کی چند مشہور مساجد کے نام لکھیے۔

ہ۔ مدینۂ منوّرہ میں مرنے کی کیا فضیلت ہے؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ مکّۂ مکرّمہ میں ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی ظاہری حیات کے ________ سال گزارے۔

ب۔ کعبۃ اللہ شریف کو دُنیا میں سب سے پہلی ________ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

ج۔ مسجدِ حرام شریف میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ________ کے برابر ہے۔

د۔ حضرت سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ظہور ________ میں ہو گا۔

ہ۔ مدینۂ منوّرہ کا ایک نام ________ بھی ہے۔

و۔ مسجدِ نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنا ________ نمازوں کے برابر ہے۔

ز۔ مسجدِ حرام شریف میں ________ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے مزارات ہیں۔

سرگرمی

ایک چارٹ پر کعبۃ اللہ شریف اور سبز گنبد کی خوب صورت تصاویر بنائیے اور اپنی کلاس میں آویزاں کیجیے۔ نیز اُن کا ادب اور احترام بھی ملحوظ رکھیے۔

باب چہارم
سیرتِ مُصطفیٰ ﷺ

اخلاقِ کریمہ

تدریسی مقصد • طلبہ/ طالبات کو نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ کریمہ کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔

اخلاق کا مفہوم

اخلاق عربی زبان میں خُلق کی جمع ہے، خُلق سے مُراد انسان کی وہ پختہ عادات ہیں، جن کی وجہ سے انسان کچھ کام آسانی کے ساتھ مسلسل انجام دینے لگتا ہے۔ اگر یہ عادات اچّھی ہوں، تو اُنھیں اچّھے اخلاق، اخلاقِ حسنہ، مکارمِ اخلاق یا اخلاقِ کریمہ کہا جاتا ہے اور اگر یہ عادات بُری ہوں، تو اُنھیں بُرے اخلاق، اخلاقِ سیّئہ یا اخلاقِ رذیلہ کہا جاتا ہے۔

اخلاقِ کریمہ میں بہت سی باتیں شامل ہیں، مثلاً سچ بولنا، امانت دار ہونا، وعدہ کی پاسداری کرنا، مُعاف کرنا، رحم دلی کرنا، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنا، سخاوت وفیاضی، غُصّہ کو قابو میں رکھنا، صبر و تحمّل، شُکر گزاری، تقویٰ اور دوسروں کی مدد کرنا وغیرہ۔

اخلاقِ نبوی

حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام تک آنے والے تمام انبیاو مرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام اعلیٰ اخلاق اور بُلند کردار کے مالک ہیں لیکن جو خُوبیاں اُنھیں الگ الگ دی گئی تھیں، وہ تمام خُوبیاں ایک حسین گلدستے کے طور پر ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا فرمائی گئیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ قُرآنِ کریم میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾

اور بے شک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔ (پارہ 29، سورۂ قلم، آیت 4)

اُمّ المؤمنین سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق کے بارے میں پُوچھا گیا، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ یعنی: ''قرآنِ کریم کی تعلیمات پر پُورا پُورا عمل کرنا، یہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق تھے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی بعثت کے مقاصد بیان کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''مجھے اچّھے اخلاق کو پُورا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔''[40]
یہی وجہ ہے کہ قُرآنِ مجید میں ایمان والوں کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بے شک تُمھارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ (پارہ 21، سورۂ احزاب، آیت 21)

اب سیرتِ طیّبہ سے اخلاقِ کریمہ کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

سخاوت وفیاضی

حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے، جب بھی کوئی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرتا تو آپ جواب میں ''لا''(نہیں) نہ فرماتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی ضرورت مند محتاج کو مُلاحظہ فرماتے تو اپنا کھانا پینا تک اُسے عنایت فرما دیتے حالانکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اُس کی ضرورت ہوتی، کسی کو بارِ قرض سے نجات دلاتے تو کسی کو صدقہ دیتے، کسی کو ہدیہ فرماتے تو کبھی کپڑا خرید کر اُس کی قیمت ادا کرنے کے بعد وہ کپڑا اُس کپڑے والے ہی کو بخش دیتے، الغرض آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں میں سب سے زیادہ جُود وسخا والے تھے۔ [41]

عفوودرگزر

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے بلکہ جو آپ کا دُشمن ہوتا عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے اُسے بھی مُعاف فرما دیتے۔ ایک شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل کرنے کے ارادے سے تلوار لے کر آگے بڑھا، لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مرعُوب ہو کر تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ تلوار اُٹھالی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چاہتے تو اُسے قتل کر دیتے مگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے مُعاف فرما دیا۔ [42]

اعلانِ نبوّت کے بعد 13 سال تک کُفّارِ مکّہ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُفقاء پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت کر کے مدینۂ منورہ تشریف لے گئے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ رحمت کے قُربان جائیے! فتحِ مکّہ کے موقع پر جب یہی ظالم اور جفاکار اپنی حرکتوں پر شرمندہ اور انجام کے بارے میں خوف زدہ تھے اُس وقت رحمت عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لب ہائے مُبارکہ سے یُوں پُھول جھڑ رہے تھے:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ

''آج تُم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تُم سب آزاد ہو۔'' [43]

رحمت وشفقت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو صفتِ رحیمانہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ قُرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالٰی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے تُمھیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔ (پارہ 17، سورۂ انبیاء، آیت 107)

انسان، حیوان، اپنے، بیگانے، دوست، دُشمن سب ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دریائے رحمت سے فیض یاب ہوتے۔ اپنی اُمّت پر تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت ہی زیادہ مہربان تھے۔ یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اپنی اُمّت پر رحمت ہی تھی کہ ہر وقت اُس کے لیے فکر مند رہتے۔ رات رات بھر اُس کی بخشش کے لیے دُعائیں مانگتے۔ اپنے اُمّتیوں کو ایسا کوئی حکم ارشاد نہ فرماتے جس سے وہ

مشکل میں پڑجائیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خُود فرماتے ہیں: "اگر مجھے اپنی اُمّت کے مشقّت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو اُنھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔" (مسلم) [44]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بچّوں پر بہت زیادہ شفیق اور مہربان تھے۔ اُنھیں سلام میں پہل فرماتے۔ موسم کا نیا پھل آتا تو پہلے بچّوں کو عطا فرماتے۔ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور بچّے نظر آجاتے تو کسی نہ کسی بچّے کو اپنی سواری پر سوار فرمالیتے۔

غلاموں کے ساتھ بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بہت زیادہ رحمت و شفقت کا مظاہرہ فرماتے۔ یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رحمت و شفقت ہی تھی کہ خادم و غلام اپنے اہلِ خانہ اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس رہنے کو ترجیح دیتے۔ حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت بابرکت میں دس سال تک رہا لیکن کبھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ جھڑکا، نہ مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ تُم نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا؟" [45]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جانوروں پر بھی رحم فرمایا کرتے۔ ایک بار کسی اونٹ نے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اونٹ کے مالک کو اونٹ کے ساتھ نرمی کرنے، اُسے ضرورت کے مطابق خوراک دینے اور طاقت کے مطابق وزن اُٹھوانے کی نصیحت فرمائی۔ [46]

عدل وانصاف

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نظر میں امیر اور غریب سب برابر تھے۔ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جُرم میں گرفتار ہوئی۔ لوگوں نے حضرت سیّدنا اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سفارش کروائی۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس سفارش پر ناراض ہوگئے اور فرمایا: "تُم سے پہلے کی قومیں اسی لیے برباد ہوئی تھیں کہ جب اُن میں کوئی بڑا آدمی جُرم کرتا، تو اُس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی آدمی جُرم کرتا تو وہ سزا پاتا۔ خدا کی قسم! اگر محمّد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی بیٹی فاطمہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) بھی چُوری کرتی تو اُس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے" [47]

عاجزی وانکساری

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزاج مُبارک میں عاجزی و انکساری بدرجۂ اتم موجود تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر کا کوئی کام کرنے میں کسی قسم کا تکلّف نہیں فرماتے تھے، اپنے گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹاتے، لیکن کام کے دوران جب بھی نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ [48] آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بکری کا دودھ دوہ لیتے، اپنے کپڑے خود دھو لیا کرتے، اپنے مُبارک لباس اور نعلین شریف میں پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ امیر و غریب، چھوٹے اور بڑے ہر ایک سے مُصافحہ فرماتے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جب بھی کسی سے سامنا ہوتا، چاہے وہ عمر میں چھوٹا ہوتا یا بڑا، چاہے اُس کا رنگ گورا ہوتا یا نہیں، چاہے وہ غلام ہوتا یا آزاد، اُسے سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے۔ [49]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جب دعوت دی جاتی، تو اُسے قبول کرنے میں شرم محسوس نہ فرماتے اگرچہ دعوت دینے والا غریب ہی ہوتا، نیز آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے دعوت میں جو کچھ پیش کیا جاتا، اُسے خُوش دلی سے تناول فرمالیا کرتے تھے۔ [50]

عزیز طلبہ! ہمیں چاہیے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبّہ کی پیروی کریں، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ ہی انسانیت کی فلاح و کامیابی کے لیے بہترین راستہ ہے۔ جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کرے گا وہ حُسنِ اخلاق کا پیکر بن جائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پسندیدہ بندہ بن کر جنّت کا حق دار بن جائے گا۔

یاد رکھنے کی باتیں

- حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ انسانیت کی فلاح و کامیابی کے لیے بہترین راستہ ہے۔
- حُضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے مقاصد میں ایک مقصد حُسنِ اخلاق کی تکمیل بھی ہے۔
- آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دریائے رحمت سے انسان، حیوان، اپنے، بیگانے، دوست، دُشمن سب ہی فیض یاب ہوتے تھے۔
- آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ امیر و غریب اور چھوٹے و بڑے سب سے مُصافحہ فرماتے تھے۔
- حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے۔
- آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزاجِ مُبارک میں عاجزی و انکساری بدرجۂ اتم موجود تھی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ اچھے اخلاق کو پسند فرماتا اور بُرے اخلاق کو ناپسند فرماتا ہے۔[51]

مدنی پھول

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دینِ اسلام کو عُمدہ اخلاق اور اچھے اعمال سے ڈھانپ رکھا ہے۔"[52]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خُلقِ عظیم کے بارے میں آگاہی فراہم کیجیے۔

۲. سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ کے مُطابق اچھے اخلاق اپنانے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ قُرآنِ مجید میں حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ کریمہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟

ب۔ حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ مُبارکہ کے چند نمایاں پہلو تحریر کیجیے۔

ج۔ حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی رحمت و شفقت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

د۔ حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی عاجزی وانکساری پر روشنی ڈالیے؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر ہمارے پیارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے دُشمنوں کے ساتھ کیسا برتاؤ فرمایا؟

ب۔ حُضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق کے بارے میں سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے قتل کرنے کے ارادے سے آنے والے شخص کے ساتھ کیا سُلوک فرمایا؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ تمام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام ____________ وبُلند کردار کے مالک ہیں۔

ب۔ انسان، حیوان، اپنے، بیگانے، دوست، دُشمن سب آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ________ سے فیض یاب ہوتے۔

ج۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنی ذات کے لیے کسی سے ____________ نہ لیتے تھے۔

د۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر کا کوئی کام کرنے میں کسی قسم کا کوئی ____________ نہیں فرماتے تھے۔

ہ۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ انسانیت کی فلاح و ____________ کے لیے بہترین راستہ ہے۔

سرگرمی

ایک خوبصورت چارٹ بنایئے جس میں حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو و معاشرتی زندگی کے چند پہلو نمایاں انداز میں لکھیے۔

اِخلاص و تقویٰ

تدریسی مقاصد
- طلبہ / طالبات کو اخلاص و تقویٰ کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو اخلاص و تقویٰ اختیار کرنے کا ذہن دینا۔

اخلاص کے لُغوی معنی "خالص کرنا" ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نیک اعمال صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور خُوشنودی کے لیے کرنا "اخلاص" کہلاتا ہے۔[53]

اخلاص کی اہمیت

اخلاص کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دینِ اسلام میں تمام عبادات کی قبولیت اور اُن پر اجر و ثواب ملنے کا دار و مدار اخلاص پر ہے، لہٰذا ایک مُسلمان کا ہر عمل صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے ہی ہونا چاہیے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾

تم فرماؤ، بے شک میری نماز اور میری قُربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ (پارہ8، سورۂ انعام، آیت 162)

بالخصوص عبادات میں اخلاص کی تاکید کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ﴿۵﴾

اور اُن لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کریں، اُس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ (پارہ30، سورۂ بیّنہ، آیت 5)

اخلاص کی فضیلت

قُرآن مجید میں اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرنے والوں کو خُوش خبری دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ﴿۲۱﴾

جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ اُسے پاکیزگی ملے۔ اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جانا ہو۔ صرف اپنے سب سے بُلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لیے۔ اور بے شک قریب ہے کہ وہ خُوش ہو جائے گا۔ (پارہ30، سورۂ والیل، آیت 18-21)

اخلاص کا تعلّق نہ مُسلمان کی ظاہری شکل و صورت سے ہوتا ہے، نہ ہی اُس کے حسب و نسب یا مال و دولت سے، بلکہ اس کا تعلّق مُسلمان کے دل سے ہوتا ہے، اسی بات کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے یُوں ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ عَزَّوَجَلَّ تُمھاری صورتوں اور تُمھارے اموال پر نظر نہیں فرماتا بلکہ تمھارے دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے۔" [54]

بعض اوقات کوئی عمل بظاہر بہت چھوٹا ہوتا ہے، مگر اخلاص کی وجہ سے اُس کی قدر بڑھ جاتی ہے اور عمل مقامِ قُبولیت تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات کوئی عمل بظاہر بہت بڑا نظر آتا ہے، مگر اخلاص سے خالی ہونے کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: "اے لوگو! اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ صرف اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے اعمال ہی قبول فرماتا ہے۔" [55] اسی طرح ایک اور مقام پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اپنے دین میں اخلاص پیدا کرلو، تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔" [56]

تقویٰ کی تعریف

تقویٰ سے مُراد یہ ہے کہ ہر اس کام سے بچنا جسے کرنے یا نہ کرنے سے انسان عذاب کا مُستحق ہو جیسے کفر و شرک، کبیرہ گناہوں، بے حیائی کے کاموں سے اپنے آپ کو بچانا، حرام چیزوں کو چھوڑ دینا اور فرائض کو ادا کرنا وغیرہ اور بزرگانِ دین نے یوں بھی فرمایا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا خدا تجھے وہاں نہ پائے جہاں اُس نے منع فرمایا ہے۔ [57]

تقویٰ کی اہمیت

قُرآن مجید اور احادیثِ مُبارکہ میں تقویٰ کی اہمیت بیان کی گئی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی٘

پس سب سے بہتر زادِ راہ یقیناً پرہیز گاری ہے۔ (پارہ2، سورۂ بقرہ، آیت197)

نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تمھارا رب عَزَّوَجَلَّ ایک ہے، تمھارا باپ ایک ہے اور کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے، نہ کالے کو گورے پر فضیلت ہے مگر صرف تقویٰ سے۔" [58]

تقویٰ کی فضیلت

جس شخص کے دل میں تقویٰ جیسی اعلیٰ صفت پیدا ہو جائے اُس کے لیے گُناہوں سے بچنا اور نیکی کے راستے پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۴﴾

بے شک اللہ پرہیز گاروں سے محبت فرماتا ہے۔ (پارہ10، سورۂ توبہ، آیت4)

تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے جنّت کی خُوش خبری ہے۔ چُنانچہ قُرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنّت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے وہ پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔
(پارہ4، سورۂ آلِ عمران، آیت 133)

عزیز طلبہ! اخلاص و تقویٰ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں انسان کے درجات بُلند ہونے کا ذریعہ بھی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے ہر عمل سے پہلے غور کرلیں کہ میں یہ عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کر رہا ہوں یا محض دکھاوے، شہرت یا طلبِ مال کے لیے۔ اگر نیّت میں خرابی ہو تو عمل شروع کرنے سے پہلے ہی اُسے دُرست کرلیں تاکہ عمل ضائع نہ ہو جائے۔ اسی طرح ہر قسم کے چھوٹے بڑے گُناہوں بلکہ جن چیزوں کے جائز و ناجائز یا حلال و حرام ہونے میں شک و شبہ بھی ہو تو اُن کے بھی ہرگز قریب نہ جائیں کہ یہی تقویٰ ہے۔

یادرکھنے کی باتیں

- نیک اعمال صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور خُوشنودی کے لیے کرنا "اخلاص" ہے۔
- دینِ اسلام میں تمام عبادات کی مقبولیت اور اُن پر اجر و ثواب ملنے کا دارومدار "اخلاص" پر ہے۔
- تقویٰ سے مُراد یہ ہے کہ ہر اُس کام سے بچنا جسے کرنے یا نہ کرنے سے انسان عذاب کا مستحق ہو۔
- تقویٰ یہ ہے کہ تیرا خدا تجھے وہاں نہ پائے جہاں اُس نے منع فرمایا ہے۔
- تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے جنّت کی خُوش خبری ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اُسے تنگ دستی سے نجات دی جاتی ہے اور وہاں سے رزق عطا کیا جاتا ہے جہاں اُس کا گمان نہ ہو۔ [59]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے اخلاص و تقویٰ کے معنی و مفہوم سمجھائیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو قرآنی آیات و احادیثِ مُبارکہ کے ذریعے اخلاص و تقویٰ کی اہمیت و فضیلت بتائیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرنے اور ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ اخلاص سے کیا مُراد ہے؟

ب۔ قُرآنِ مجید کی روشنی میں اخلاص کی اہمیت بیان کیجیے۔

ج۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اخلاص کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

د۔ تقویٰ کے معنی و مفہوم بیان کیجیے۔

ہ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنے والوں کے لیے کیا خُوش خبری عطا فرمائی ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ نیک اعمال صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور ______________ کے لیے کرنا اخلاص کہلاتا ہے۔

ب۔ کوئی عمل بظاہر بہت چھوٹا ہوتا ہے مگر __________ کی وجہ سے اُس کی قدر بڑھ جاتی ہے اور وہ مقامِ قُبولیت تک پہنچ جاتا ہے۔

ج۔ جس شخص کے دل میں ________ پیدا ہو جائے اُس کے لیے گُناہوں سے بچنا اور نیکی کے راستے پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

د۔ تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ ہر اُس کام سے بچنا جسے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی انسان ______________ کا مستحق ہو۔

ہ۔ اخلاص و تقویٰ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں انسان کے ____________ بلند ہونے کا ذریعہ بھی ہیں۔

حُسنِ معاشرت

تدریسی مقصد • طلبہ/طالبات کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو و معاشرتی زندگی کے چند نمایاں پہلوؤں سے آگاہ کرنا۔

انسان معاشرے میں جن لوگوں کے ساتھ مل جُل کر رہتا ہے، وہ دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک اُس کے گھر والے اور دوسرے وہ لوگ جو اُس کے پڑوس اور علاقے میں رہتے ہیں۔ مشاہدے کی بات ہے کہ انسان جن کے ساتھ کچھ عرصہ مل جُل کر رہتا ہے، اُن کے ساتھ اُس کا ایک تعلّق قائم ہو جاتا ہے، اس تعلّق کی وجہ سے اُس پر کچھ ذمہ داریاں بھی لازم ہو جاتی ہیں، ان ذمہ داریوں کو اچّھے طریقے سے انجام دینا 'حسنِ مُعاشرت' کہلاتا ہے۔ کسی بھی مُعاشرے میں امن وسکون، بھائی چارے، اتّحاد اور اتّفاق کی فضا قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں رہنے والے افراد آپس میں ایک دوسرے کے حُقوق کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں اور اپنے کردار و گُفتار سے کسی کو تکلیف نہ پہنچنے دیں۔

حُسنِ معاشرت کے بارے میں اسلامی تعلیمات

اسلام ہمیں گھریلو اور معاشرتی زندگی خُوش اسلوبی سے گزارنے کا درس دیتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: "تُم میں سے بہترین انسان وہ ہے، جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔" [60] ایک دوسری حدیثِ مُبارکہ میں ہے: "کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔" [61]

اسی طرح مُعاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ حُسنِ سُلوک اور بھلائی کے بارے میں ترغیب دلاتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" [62]

حُسنِ مُعاشرت کے مختلف پہلو

حُسنِ مُعاشرت کا دائرۂ کار بہت وسیع ہے، چنانچہ اہلِ خانہ، اہلِ خاندان، اہلِ محلہ، فقرا، مساکین، معذور، مریض، مسافر اور مہمان سب ہی لوگ اس بات کے حق دار ہیں کہ اُن کے ساتھ اُن کی حیثیت اور مقام و مرتبے کے مطابق حُسنِ سُلوک کیا جائے۔ مثلاً بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ والدین کی فرمانبرداری، خدمت اور اُن کے ادب احترام نیز اولاد کی اچھّی پرورش اور تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی جائے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے۔ یتیموں، بیواؤں اور فقرا و مساکین کی خیر خواہی اور غم گُساری کی جائے اور حسبِ توفیق اُن کی مالی امداد اور سرپرستی کی جائے۔ دوست احباب اور پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ ضرورت اور مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے کام آیا جائے۔ نیز زندگی کے تمام معاملات میں امانت، دیانت، صداقت اور شرافت جیسی اعلیٰ صفات کو اختیار کیا جائے۔

حُسنِ مُعاشرت اور اُسوۂ رسول صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنی ازواجِ مطہرات، اپنے رشتے داروں، اپنے پڑوسیوں اور تمام احباب واصحاب عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ خُوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے۔ ہر ایک آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ حسنہ کا گرویدہ اور مداح تھا۔ حضرت سیّدتنا عائشہ صدّیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حُضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے زیادہ کوئی خُوش اخلاق نہیں تھا۔ اصحابِ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان یا گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو پُکارتا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَبَّيْك کہہ کر جواب دیتے تھے۔ [63]

آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے اصحاب عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کی مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ [64] کوئی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے سامنے آتا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ آنے والوں سے مُصافحہ فرماتے [65] اور اکثر اوقات اُن کے لیے اپنی چادر مُبارک بچھا دیتے۔ [66]

آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے حُسنِ سُلوک سے اپنی ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ کو بھی خُوش رکھتے۔ روزانہ اپنی ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ سے ملاقات فرماتے، اپنی صاحبزادیوں کے گھروں پر بھی تشریف لے جاتے اور اُن کی خبر گیری فرماتے۔

آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے نواسوں اور نواسیوں کو بھی خُوب پیار و شفقت سے نوازتے اور سب کی دلجوئی فرماتے۔ بچّوں سے گُفتگُو فرماتے اور اُن کا بھی دل بہلاتے۔ اپنے پڑوسیوں کی بھی خبر گیری اور اُن کے ساتھ انتہائی کریمانہ اور مُشفقانہ برتاؤ فرماتے۔ مدینۂ منوّرہ کے کونے میں بھی اگر کوئی مریض ہوتا تو اُس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی عُذر پیش کرتا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قبول فرمالیتے۔ [67]

الغرض آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے طرزِ عمل اور اپنی سیرتِ مُقدّسہ سے ایسے اسلامی مُعاشرے کی بُنیاد ڈالی کہ اگر آج آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبّہ پر عمل کیا جائے تو ساری دُنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

یادرکھنے کی باتیں

- کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔
- حضرت سیّدتنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے زیادہ کوئی خُوش اخلاق نہیں تھا۔
- کوئی شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے آتا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سلام کرنے میں پہل فرماتے۔
- پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: ”تُم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔“
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اصحاب عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں“ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاموش رہے، اُس نے دوسری بار دریافت کیا تو پھر بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاموش رہے، ”تیسری بار دریافت کرنے پر فرمایا: ”ہر روز ستر بار معاف کر دیا کرو۔“ [68]

مدنی پُھول

نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں پر سب سے زیادہ مہربان، اُن کے ساتھ بہت زیادہ بھلائی کرنے والے اور اُنھیں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں۔ [69]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو اور مُعاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو زندگی کے بارے میں بتا کر یہ ذہن دیجیے کہ ہمیں بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ محبّت اور خُوش اخلاقی کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اُن کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا چاہیے اور اپنے تمام کام خود کرنے چاہییں۔
۳. سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مُعاشرتی زندگی کا احوال بتا کر یہ ذہن بھی دیجیے کہ ہمیں پڑوسیوں، رشتہ داروں اور عام مُسلمانوں کے ساتھ بھی خیر خواہی اور دل جوئی والا انداز اختیار کرنا چاہیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حُسنِ مُعاشرت سے کیا مراد ہے؟ اس کا دائرۂ کار بیان کیجیے۔

ب۔ حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے؟

ج۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی گھریلو زندگی کے حوالے سے سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا نے کیا ارشاد فرمایا؟

د۔ حدیثِ مُبارکہ کی روشنی میں کامل ترین ایمان والا شخص کون ہے؟

ہ۔ حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبّہ سے حُسنِ مُعاشرت کی چند مثالیں پیش کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنی ازواجِ مطہرات اور تمام احباب و اصحاب عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ ________ اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے۔

ب۔ نبیٔ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے نواسوں اور نواسیوں کو بھی خُوب ________ سے نوازتے اور سب کی دل جوئی فرماتے۔

ج۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اپنے اصحاب عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کی مجلس میں کبھی ________ نہیں بیٹھتے تھے۔

د۔ مدینۂ منورہ کے کونے میں بھی اگر کوئی ________ ہوتا تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔

ہ۔ اگر آج آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ________ پر عمل کیا جائے تو ساری دُنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

اندازِ گُفتگو

تدریسی مقصد • طلبہ / طالبات کو نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے انداز گُفتگو کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو بہت سی ایسی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، جن کی وجہ سے وہ دیگر مخلوق میں مُمتاز و نمایاں نظر آتا ہے۔ اُن ہی میں ایک اہم صلاحیت بات چیت کرنا بھی ہے۔ اچھّی گُفتگو کرنے والا معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جب کہ بُری گُفتگو کرنے والے سے لوگ دُور رہنا پسند کرتے ہیں۔ مُسلمانوں کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی "سیرتِ مُبارکہ" میں ایک بہترین عملی نمونہ موجود ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ کے لیے اس میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ مُبارکہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گُفتگو بھی بے حد خوبصورت اور مثالی تھا۔

خُوش کلامی

آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گُفتگو سے علم و حکمت کے پُھول نچھاور ہوتے تھے۔ سُننے والا آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گُفتگو سے نہ صرف مُتاثّر ہوتا بلکہ علم کا سُمندر اپنے ساتھ لے کر جاتا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گُفتگو اتنا پیارا اور آواز اتنی دلکش تھی کہ جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مُبارک آواز سُنتا وہ بار بار سُننے کی تمنّا کرتا۔ حضرت سیّدتُنا اُمِّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: "جب حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاموشی اختیار فرماتے تو حِلم و بُردباری کے پیکر معلوم ہوتے اور جب گُفتگو فرماتے تو ایک خاص قسم کی چمک رُوئے اقدس پر ظاہر ہو جاتی۔ حُضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گُفتگو بڑی حسین اور دلکش ہوتی۔" [70]

متانت اور سنجیدگی

حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: "حُضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کلام تُمھارے کلام کی مانند نہ تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جلدی جلدی گُفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ پاس بیٹھنے والا اُسے یاد کر لیتا۔ [71] آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایسی گُفتگو فرماتے کہ اگر کوئی (الفاظ) گننا چاہتا تو گن لیتا۔" [72]

حضرت سیّدنا ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ وہ کسی شخص کو بُلند اور سخت آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں اور یہ بات پسند فرماتے تھے کہ وہ اُسے نرم آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں۔" [73] اللہ عَزَّوَجَلَّ قُرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾

اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بے شک سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔ (پارہ 21، سورۂ لقمان، آیت 19)

فُضول گوئی سے پرہیز

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گُفتگو عام فہم اور سادہ ہوا کرتی تھی، جس میں نہ غیر ضروری زیادتی ہوتی اور نہ ایسی کمی، جس سے مفہوم سمجھنا مُشکل ہو جائے، بلکہ گُفتگو ہر اعتبار سے مکمل ہوتی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُوں تو اکثر خاموش ہی رہتے، لیکن ضرورت کے وقت جب بھی گفتگو فرماتے، تو ہر لفظ آہستہ آہستہ اور الگ الگ ادا فرماتے۔ بسا اوقات ایک لفظ یا جُملے کو تین بار دہراتے تاکہ سامعین پوری طرح سُن لیں اور سمجھ بھی لیں۔ بلاضرورت گفتگو جس کا نہ کوئی دینی فائدہ ہو نہ دُنیاوی فائدہ اس کی مذمت بیان کی گئی ہے اور اس فُضول گُفتگو کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ انسان گُناہ والی گُفتگو میں پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: ''بے شک تُم میں سے مُجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو تُم میں سے زیادہ اچھّے اخلاق والے ہوں گے اور تُم میں سے مُجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دُور ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبّر کرنے والے ہوں گے۔'' [74]

اندازِ حکیمانہ

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہر شخص سے اُس کی ذہنی صلاحیت کے مطابق گُفتگو فرمایا کرتے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں جو بھی آتا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُس کی بات نہایت توجہ سے سُنتے اور پھر جواب ارشاد فرمایا کرتے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کبھی کبھی سُننے والے کو سمجھانے کے لیے اپنے دستِ مُبارک سے اشارہ بھی فرمایا کرتے، مثلاً ایک موقع پر فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا، جنّت میں اس طرح ہوں گے'' پھر اپنی شہادت اور درمیان والی مُبارک اُنگلی کو ملا کر سُننے والوں کو دکھایا۔ [75]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کبھی کوئی بات سمجھانے کے لیے مثال بھی بیان فرمادیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔ ایک بار پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے جب کہ درختوں کے پتّے جھڑ رہے تھے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر اُس کے پتّے جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں حاضر ہوں'' ارشاد فرمایا: ''بے شک جب کوئی مُسلمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گُناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اُس درخت کے پتّے جھڑ رہے ہیں۔'' [76]

عزیز طلبہ! پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گُفتگو ہم سب کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ لہٰذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سُنّت کے مطابق گُفتگو کرنے کی کوشش کیجیے۔ بالخصوص بات چیت کے دوران ان مدنی پُھولوں کو پیش نظر رکھیے۔

- مُسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا سُنّت ہے۔
- چلاّ چلاّ کر بات کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں رائج ہے، یہ خلافِ سُنّت ہے۔
- گُفتگو کرتے وقت چھوٹوں کے ساتھ شفقت بھرا اور بڑوں کے سامنے ادب والا لہجہ رکھیے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں کے نزدیک آپ معزّز رہیں گے۔
- جب تک دوسرا بات کر رہا ہو تب تک اطمینان سے سُنیے اور اُس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیجیے۔

- بلاضرورت گُفتگو نہ کیجیے، ضرورت کے وقت بھی کم سے کم الفاظ میں گُفتگو مکمل کرنے کی کوشش کیجیے ۔
- دورانِ گُفتگو قہقہہ نہ لگائیے کہ زیادہ باتیں کرنے اور قہقہہ لگانے سے وقار مجروح ہوتا ہے۔
- دورانِ گُفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں ہے کہ یہ معزّز اور مہذّب لوگوں کے طریقے کے خلاف ہے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- اچھّی گُفتگو کرنے والا معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گُفتگو بے حد خُوب صورت اور مثالی تھا۔
- سُننے والا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گُفتگو سے نہ صرف مُتاثّر ہوتا بلکہ علم کا سمندر اپنے ساتھ لے کر جاتا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ پاس بیٹھنے والا اُسے یاد کر لیتا۔
- ہمیں چاہیے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سُنّت کے مطابق ہی گُفتگو کریں۔
- گُناہوں بھری اور فُضول گُفتگو سے پرہیز کریں۔ تو تکار، ابے تبے اور بے جا ہنسی مذاق سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جنّتی، جنّت میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبان (عربی) میں گفتگو کریں گے۔ [77]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گفتگو کے بارے میں بتائیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سُنّت کے مطابق گفتگو کرنے کا ذہن دیجیے۔

حُضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے پُوچھا گیا، نجات کیا ہے؟ فرمایا: "اپنی زبان کو بُری باتوں سے پاک رکھو۔" [78]

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ نبیٔ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ گُفتگو کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ حضرت سیّدتنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا نے حُضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے کلام کے مُتعلّق کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے نماز پڑھنے والے کے متعلق حُضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

د۔ یتیم کی کفالت کرنے والے کے بارے میں سرکار صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے کیا خُوش خبری ارشاد فرمائی؟

ہ۔ پیارے آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ گُفتگو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے اس جملے کی وضاحت کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو بہت سی ____________ عطا فرمائی ہیں۔

ب۔ اچھی ____________ کرنے والا معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ج۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی گُفتگو ____________ اور سادہ ہوا کرتی تھی۔

د۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ہر شخص سے اُس کی ____________ کے مطابق گُفتگو فرمایا کرتے۔

ہ۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا کلام اتنا ____________ اور واضح ہوتا تھا کہ پاس بیٹھنے والا اُسے یاد کر لیتا۔

باب پنجم

اخلاق و آداب

نیکی کی دعوت

تدریسی مقاصد

- طلبہ / طالبات کے سامنے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے معنی و مفہوم بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو نیکی کی دعوت کی فضیلت بتانا۔

بیماری اور زخم کو بڑھنے اور پھیلنے سے روکا نہ جائے تو بسترِ علالت پر پڑا ہوا انسان آخر کار موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے۔ چلتی ہوئی گاڑیوں، موٹروں، ہوائی جہازوں اور اسی طرح کے دیگر سازوسامان کی دیکھ بھال نہ کی جائے تو یہ وقت سے پہلے ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ اگر بروقت ان کی اصلاح نہ کی جائے تو یہ سُواریاں اچانک کسی حادثے کا شکار ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں اور مُسافر بھی زخمی یا ہلاک ہو جاتے ہیں اور نہ صرف خُود بلکہ بعض صورتوں میں دیگر لوگوں کی تباہی کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ لہٰذا خرابی محسوس ہوتے ہی اُسے فوراً دور کر لیا جائے تاکہ اپنی جان بھی سلامت رہے اور مطلوبہ اشیا کے فوائد بھی حاصل ہوتے رہیں۔

ہمارے معاشرے کی مثال بھی کچھ ایسی ہی ہے جہاں ہر قسم کی اچھائی بُرائی پھلتی پُھولتی ہے۔ اس کی ابتدا عموماً گھر سے ہوتی ہے۔ اگر بروقت گھر میں پیدا ہونے والی بُرائی کو مٹایا نہ جائے تو پھر وہ گھر سے نکل کر سارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اسلام نے معاشرہ کی اصلاح اور اُسے خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ہمیں "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا حکم دیا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے مُراد کسی کو اچّھی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے منع کرنا ہے۔ اس کا دوسرا نام "نیکی کی دعوت" بھی ہے۔ بحیثیت مُسلمان دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ گھر والوں کو نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا گھر کے سربراہ کی ذمّہ داری ہے، لیکن گھر سے باہر یہ ہم سب کی ذمّہ داری ہے کہ کسی کو بُرا کام کرتے ہوئے دیکھیں تو اُسے احسن انداز میں اُس بُرائی سے منع کریں اور ساتھ ہی ساتھ نیکی کی دعوت بھی دیں کہ یہ ہماری دینی ذمّہ داری بھی ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾

اور تُم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھّی بات کا حکم دیں اور بُری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پارہ4، سورۂ آل عمران، آیت104)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی وہ عظیم مقصد ہے، جس کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو دُنیا میں بھیجا۔ اگر وہ چاہتا تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بغیر بھی بگڑے ہوئے انسانوں کی اصلاح کر سکتا تھا، لیکن اُس کی مرضی یہی ہے کہ میرے بندے نیکی کی دعوت عام کریں، میری راہ میں تکلیفیں برداشت کریں اور میری بارگاہِ عالی سے بُلند درجات حاصل کریں۔ سب انبیاورُسُل عَلَیْہِمُ السَّلَام کے آخر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مبعوث فرما کر سلسلۂ نبوّت ختم فرمادیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اعلانِ نبوّت سے لے کر وصالِ مُبارک تک کم و بیش تیئیس (23) سال تک نیکی کی دعوت کو عام فرمایا۔

نیکی کی دعوت کی اہمیت

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس دُنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اب یہ ہم سب کی ذمّہ داری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں، لوگوں کو بُرائی سے روکیں اور نیکی کی دعوت کو عام کریں، اس اُمّت کے خصوصی وصف کو بیان کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ‌ؕ

(اے مُسلمانو!) تُم بہترین اُمّت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے ظاہر کی گئی، تُم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (پارہ4، سورۂ آل عمران، آیت110)

یُوں رہتی دُنیا تک اب ہر مُسلمان اپنی اپنی جگہ 'مبلغ' ہے، خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو۔ وہ عالم ہو، یا امام مسجد، پیر ہو یا مُرید، تاجر ہو یا مزدور، افسر ہو یا ملازم، حاکم ہو یا محکوم یا رعایا و عوام، غرض مُسلمان جس منصب پر ہو، جو بھی کام کاج کرتا ہو، اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کو نیکی کی دعوت پیش کرتے رہنا اُس کی دینی اور اخلاقی ذمّہ داری ہے۔

نیکی کی دعوت کی فضیلت

قیامت کے دن جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے جن مُطیع و فرمانبردار بندوں کو عرش کے سائے میں جگہ اور جنّت الفردوس میں داخلہ نصیب فرمائے گا، اُن خُوش نصیبوں میں نیکی کی دعوت دینے والے اور بُرائی سے منع کرنے والے افراد بھی شامل ہوں گے، چنانچہ مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: "جس نے بھلائی کا حکم دیا اور بُرائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا، قیامت کے دن میرے عرش کے سائے میں ہو گا۔" [79] اسی طرح حضرت سیّدنا کعب الاحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

فرماتے ہیں: "جنّت الفردوس خاص اُس شخص کے لیے ہے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے۔" [80] ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ نیکی کی دعوت عام کریں اور لوگوں کو بُرائیوں سے منع کریں تاکہ ان فضیلتوں کے حق دار بن سکیں۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "تُم میں سے جب کوئی بُرائی دیکھے، تو اُسے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا، تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو، تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔" [81]

نیکی کی دعوت عام کرنے اور بُرائی کو بدلنے کے لیے ہر طبقے کو اُس کی طاقت کے مطابق ذمّہ داری سونپی گئی ہے۔ اربابِ اقتدار، اساتذہ اور والدین وغیرہ جو اپنے ماتحتوں کو کنٹرول کرسکتے ہیں، وہ سختی سے عمل کرواکے اور مخالفت کی صورت میں مناسب سزا دے کر بُرائی کا خاتمہ اور نیکی کو فروغ دے سکتے ہیں، لہٰذا ہاتھ سے روکنے کی ذمّہ داری اُن پر عائد ہوتی ہے۔ مُبلغینِ اسلام، عُلما اور مشائخ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے بُرائی کا قلع قمع کریں اور نیکی کو فروغ دیں۔ عام مُسلمان جسے اقتدار کی کوئی صورت بھی حاصل نہیں اور نہ ہی وہ تحریر و تقریر کے ذریعے بُرائی کا خاتمہ کرسکتا ہے، وہ کم از کم دل سے اس بُرائی کو لازمی طور پر بُرا سمجھے، اگرچہ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے لیکن یہ جب دل سے بُرائی کو بُرا سمجھے گا تو یقیناً خُود بُرائی کے قریب نہیں جائے گا اور اس طرح مُعاشرے کے بے شمار افراد خُود بخود راہِ راست پر آجائیں گے۔

نیکی کی دعوت نہ دینے کی وعید

حضرت سیّدنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "اے لوگو! نیکی کا حکم دیتے رہنا اور بُرائی سے روکتے رہنا، نہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تُم پر ایسا حاکم مُقرر کردے گا جو تُمھارے بزرگوں کا احترام نہیں کرے گا اور تُمھارے بچّوں پر رحم نہیں کرے گا، تُمھارے بڑے بلائیں گے، لیکن اُن کی بات نہیں مانی جائے گی، وہ مدد گار طلب کریں گے مگر اُن کی مدد نہیں کی جائے گی اور وہ بخشش طلب کریں گے مگر اُنھیں نہیں بخشا جائے گا۔" [82]

حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اِرشاد ہے: "وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزّت نہ کرے اور نیکی کا حکم نہ دے اور بُرائی سے منع نہ کرے۔" [83]

مدنی پھول

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: لوگوں میں سے وہ شخص سب سے اچھّا ہے جو کثرت سے قُرآنِ حکیم کی تلاوت کرے، زیادہ متقی ہو، سب سے زیادہ نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے والا ہو اور سب سے زیادہ صلۂ رحمی کرنے والا ہو۔ [84]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے نیکی کی دعوت کے معنی و مفہوم اور فضائل سے آگاہ کیجیے۔
۲. اُنھیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تبلیغ کے بارے میں بتا کر اپنے اطراف میں بالخصوص دوستوں اور گھر والوں کو انتہائی نرمی کے ساتھ نیکی کی دعوت دینے کی ترغیب دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو بتایئے کہ مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب فیضانِ سنّت کا درس دینا بھی نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اُنھیں گھر درس کی ترغیب بھی دلایئے اور امیرِ اہلسنّت کی کتاب "نیکی کی دعوت" کے مطالعے کا ذہن دیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- "امر بالمعروف" سے مُراد کسی کو اچھی بات کا حکم دینا ہے۔
- "نہی عن المنکر" سے مُراد کسی کو بُری بات سے منع کرنا ہے۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر وہ عظیم مقصد ہے جس کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو دُنیا میں بھیجا۔
- نیکی کی دعوت عام کرنا اور بُرائی کو مٹانا سب مُسلمانوں کی ذمّہ داری ہے۔
- ہر مُسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کو نیکی کی دعوت دے اور بُرائی سے روکنے کی کوشش کرے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کیا مُراد ہے؟

ب۔ اسلام نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کیوں دیا ہے؟

ج۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کس عظیم مقصد کے لیے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو اس دُنیا میں بھیجا؟

د۔ نیکی کی دعوت عام کرنا اور بُرائی سے روکنا کن لوگوں کی ذمّہ داری ہے؟ درجہ بدرجہ بیان کیجیے۔

ہ۔ نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کس چیز کو ایمان کا کمزور ترین درجہ قرار دیا ہے؟

و۔ نیکی کی دعوت دینے کی کوئی ایک فضیلت بیان کیجیے۔

ز۔ اگر نیکی کی دعوت نہ دی جائے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا دوسرا نام ____________ بھی ہے۔

ب۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اعلانِ نبوّت سے لے کر وصالِ مُبارک تک کم و بیش ____________ تک نیکی کی دعوت کو عام فرمایا۔

ج۔ ہر مُسلمان اپنی اپنی جگہ ____________ ہے، خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلّق رکھتا ہو۔

د۔ ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ ____________ عام کریں اور لوگوں کو بُرائیوں سے منع کریں۔

ہ۔ جنّت الفردوس خاص اُس شخص کے لیے ہے جو نیکی کا حکم دے اور ____________ سے منع کرے۔

سرگرمی

اپنے اسکول، گھر اور محلّے میں کسی ایک نیکی کو فروغ دینے اور کسی ایک بُرائی کو حکمت عملی سے روکنے کی منصوبہ بندی کیجیے۔

استقامت

تدریسی مقصد • طلبہ / طالبات کو استقامت کے معنی اور مفہوم سے آگاہ کرنا۔

انسان کی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، اُسے کبھی خُوشی ملتی ہے تو کبھی غم، کبھی فراخی نصیب ہوتی ہے تو کبھی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کبھی نفع حاصل ہوتا ہے تو کبھی نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے، کبھی وہ صحّت مند ہوتا ہے تو کبھی اُسے بیماری لاحق ہوتی ہے۔ الغرض انسان زندگی کے اس سفر میں مختلف کیفیات سے دوچار رہتا ہے۔ ایک بندۂ مومن کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتا ہے، وہ کبھی بھی مصیبت و پریشانی یا رنج والم میں اپنی زبان پر شکوہ نہیں لاتا، بلکہ صبر و تحمّل سے ان تکالیف کو برداشت کرتا اور راہِ حق پر ثابت قدم رہتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

استقامت کا مفہوم

استقامت کے لفظی معنی ہیں "ثابت قدمی"یعنی کسی کام پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ استقامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک ایسی نعمت ہے، جو مُسلسل کوشش کے بغیر کسی کو میسّر نہیں آتی۔ پانی انتہائی نرم و نازک چیز ہے اور پتّھر انتہائی سخت جان ہے لیکن آپ غور کریں تو دریاؤں اور ندّی نالوں کے کنارے کئی پتّھر گھسے ہوئے ہوں گے اور کئی ایسے نظر آئیں گے جن پر مُسلسل پانی پڑنے سے گڑھے بن گئے ہوں گے۔ یہ پانی کی مسلسل کوشش ہی کا نتیجہ ہے کہ اُس کی نازُکی و نرمی کے باوجود سخت جان پتّھر بھی گھس جاتا ہے۔

ایمان پر استقامت

بندۂ مومن کے لیے سب سے اہم کام دینِ حق پر قائم رہنا اور اس راہ میں آنے والے مصائب و آلام کو صبر کے ساتھ برداشت کرنا ہے۔ راہِ حق میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اُن پر ایمان لانے والوں کو مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا، حُضور سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی ان مصائب و آلام سے دوچار ہوئے، عہدِ صحابہ کے بعد ائمّۂ مجتہدین نے بھی دین کی سربُلندی کی خاطر تکالیف برداشت کیں اور آج تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے مُسلسل کوششوں میں مصروف ہیں۔ قُرآنِ مجید میں راہِ حق پر ثابت قدم لوگوں کی شان یوں بیان فرمائی گئی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (۳۰)

بے شک جنھوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اُس پر ثابت قدم رہے اُن پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اُس جنّت پر خُوش ہو جاؤ جس کا تُم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ (پارہ 24، حمٓ السجدہ، آیت 30)

حضرت سیّدنا سُفیان بن عبداللہ ثقفی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتا دیجیے جس کے بعد مجھے اسلام کے بارے میں کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔'' آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰہِ فَاسْتَقِمْ یعنی ''کہو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لایا اور پھر اُس پر قائم رہو۔'' (مسلم) [85]

اعمال پر استقامت

اگرچہ ایمان پر ثابت قدمی دُنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ نیک اعمال پر بھی استقامت کا مظاہرہ کرنا بہت ضروری ہے۔ مستقل مزاجی کے ساتھ نیک اعمال کی بجاآوری میں مصروف رہنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ جیسا کہ نبیِ اُکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پیارا عمل وہ ہے، جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔'' (بخاری) [86]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض بالخصوص فرض نمازوں کی ادائیگی پر ثابت قدمی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ''جو چالیس دن مسجد میں باجماعت نماز ادا کرے اور اُس کی عشاء کی نماز سے پہلی رکعت فوت نہ ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لیے جہنّم سے نجات لکھ دے گا۔'' (ابن ماجہ) [87]

استقامت حاصل کرنے کا طریقہ

نیک اعمال یعنی فرائض وواجبات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے پر استقامت اختیار کرنا بظاہر مُشکل محسوس ہوتا ہے، لیکن یہ مُشکل اُس وقت تک ہوتی ہے جب تک انسان اپنے آپ کو اچھّے اعمال کا عادی نہ بنالے۔ ان اچھّے اعمال میں علمِ دین حاصل کرنا، کُفر اور گُناہوں سے بچنا، کافروں، بد مذہبوں اور فاسق و فاجر لوگوں سے تعلّقات نہ رکھنا، کثرت سے مسجد میں حاضر ہونا، نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرنا، زبان کی حفاظت کرنا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں پر صبر کرنا، دُنیا میں زہد و قناعت اختیار کرنا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا وغیرہ شامل ہیں۔ ان باتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے انسان کو دینِ اسلام پر ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت پر استقامت اختیار کریں، نمازوں کی پابندی کریں، گُناہوں سے پکّی سچّی توبہ کریں، نیز یہ اسلامی تعلیمات دوسروں تک پہنچانے کی کوشش بھی کرتے رہیں اور اس راہ میں جن تکالیف اور مشکلات کا سامنا ہو، اُنھیں صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کریں، کیونکہ استقامت میں ہی دین و دُنیا کی کامیابی ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو استقامت کے معنی و مفہوم سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کے سامنے استقامت کی اہمیت بیان کیجیے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- استقامت کے لفظی معنی ہیں ثابت قدمی، یعنی کسی کام پر مضبوطی سے قائم رہنا۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پیارا عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض بالخصوص فرض نمازوں کی ادائیگی پر ثابت قدمی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔
- مؤمن کے لیے سب سے اہم کام دین حق پر قائم رہنا اور اس راہ میں آنے والے مصائب و آلام کو صبر کے ساتھ برداشت کرنا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اگلی اُمّتوں میں اہلِ ایمان کا ایک گروہ گزرا ہے۔ اُس وقت کے بادشاہ نے اُنھیں دینِ حق سے ہٹانے کے لیے خندقیں کھدوا کر اُن میں آگ لگادی اور پھر یہ اعلان کروایا کہ جو شخص اپنے دین سے باز نہ آئے اُسے آگ میں ڈال دیا جائے یا اُس سے کہا جائے کہ آگ میں داخل ہو جا۔ چنانچہ لوگ اُس آگ میں ڈالے جانے لگے ۔ یہاں تک کہ ایک عورت اپنے بچّے کے ساتھ آئی۔ وہ آگ میں داخل ہونے سے کچھ ہچکچانے لگی تو بچّے نے کہا: "ماں صبر کر، تو سچّے دین پر ہے۔" (مسلم) [88]

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ استقامت سے کیا مراد ہے؟

ب۔ راہِ حق پر ثابت قدم رہنے والوں کے بارے میں قُرآن مجید نے کیا بیان فرمایا ہے؟

ج۔ بُزرگانِ دین کی استقامت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

د۔ دین پر استقامت حاصل کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

ہ۔ نیک اعمال پر استقامت کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے؟

سوال نمبر ۲ خالی جگہیں پر کیجیے۔

الف۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پیارا عمل وہ ہے جس پر ____________ اختیار کی جائے۔

ب۔ ایمان پر ____________ دُنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی ہے۔

ج۔ استقامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک ایسی نعمت ہے جو ____________ کے بغیر کسی کو میسر نہیں آتی۔

د۔ راہِ حق میں انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام اور اُن پر ایمان لانے والوں کو بھی ____________ کا سامنا کرنا پڑا۔

ہ۔ استقامت میں دین و دُنیا کی ____________ ہے۔

رحم وشفقت

تدریسی مقاصد
- طلبہ/ طالبات کو رحم وشفقت کی اہمیت بتانا۔
- طلبہ/ طالبات کو خلقِ خدا پر رحم وشفقت کی ترغیب دینا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اسمائے حُسنیٰ میں دو صفاتی نام 'الرّحمٰن' اور "الرّحیم" بھی ہیں۔ اِن صفات کے جلوے کائنات میں ہر طرف نظر آتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اُس کی رحمت اُس کے 'غضب' پر غالب ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی مخلوق پر بہت زیادہ رحمت فرمانے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رحم وشفقت کا سُلوک کریں۔

رحم وشفقت کا مفہوم

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کے ساتھ نرم دلی اور ہمدردی سے پیش آنا "رحم وشفقت" کہلاتا ہے۔ رحم وشفقت سے پیش آنے والا نہ صرف لوگوں کا پسندیدہ ہوتا ہے، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھی بُلند درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشادِ فرماتے ہیں: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحم کے سو حصّے کیے اور اُن میں سے ایک حصّہ مخلوق کو عطا فرما دیا، جس کی وجہ سے انسان، جنّات اور چوپائے ایک دوسرے سے نرمی کا سُلوک کرتے ہیں۔" [89] اسی طرح ایک مقام پر ارشاد فرمایا: "جسے رحم وشفقت سے حصّہ ملا، اُسے دُنیا اور آخرت کی بھلائی سے حصّہ ملا اور جو رحم وشفقت سے محروم ہوا، وہ دُنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم ہوا۔" [90] کسی کو رحم وشفقت کا جذبہ ملنا، بڑی سعادت کی بات ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں میں جسے پسند فرماتا ہے، اُس کے دل میں رحم وشفقت رکھ دیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہی اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ساری کائنات کے لیے سراپا رحم بنا کر بھیجا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے تُمھیں تمام جہانوں کے لیے رحم بنا کر ہی بھیجا۔ (پارہ 17، سورۂ انبیاء: آیت 107)

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا رحم وشفقت تمام جہاں کے لیے عام اور اہلِ ایمان کے لیے خاص ہے۔

تعلیماتِ نبوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

رحم وشفقت کرنے والوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نازل ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: "رحم کرنے والوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ رحم فرماتا ہے، اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان کا مالک تم پر رحم فرمائے گا۔" [91] روایت میں ہے کہ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اُسے عذابِ جہنّم سے بچائے اور اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے، اُسے چاہیے کہ مُسلمانوں پر شدّت نہ کرے، بلکہ اُن کے ساتھ رحم وشفقت کا معاملہ کرے۔ [92] ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: "اے لوگو! اگر تم میرے رحم کے اُمیدوار ہو، تو میری مخلوق پر رحم کرو۔" [93]

رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ رحم وشفقت

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے رحم و شفقت کا اظہار مختلف انداز سے ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی سے معاملہ کرتے وقت سختی سے پیش نہ آتے۔ کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تکلیف دینے والے اگر معافی کے طلب گار ہوتے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فوراً معاف فرمادیتے۔

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ معاشرے کے کمزور طبقے کے ساتھ زیادہ رحم وشفقت کا معاملہ فرماتے، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور بُوڑھے افراد کے ساتھ خُود بھی رحم وشفقت فرماتے اور اپنے اُمّتیوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ چنانچہ یتیموں کے ساتھ حُسن سلوک کرنے کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی: ”جو اُن کے سر پر رحم وشفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرے تو سر کے ہر بال کے بدلے اُس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، ایک درجہ بُلند کیا جاتا ہے اور ایک گُناہ مٹادیا جاتا ہے، ایسا شخص جنّت میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پڑوس میں ہوگا۔“ [94]

مسکینوں کے ساتھ رحم وشفقت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ”مسکینوں پر رحم وشفقت کرنا دل کو نرم کرتا ہے، اُنھیں کھانا کھلانا، اُن کی طرف سے قرض ادا کرنا یا کسی مصیبت کو دُور کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔“ [95]

جانوروں اور پرندوں پر رحم وشفقت کرنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ چنانچہ گزشتہ اُمّتوں کے کسی شخص کا ذکر کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ایک شخص سفر میں جارہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگی، قریب ہی ایک کُنواں نظر آیا، جب وہ کُنوئیں سے پانی پی کر چلا تو دیکھا ایک کتّا پیاس کے مارے زبان باہر نکالے پڑا ہے، اُسے خیال آیا کہ اسے بھی میری طرح پیاس لگی ہوگی، وہ واپس گیا، منہ میں پانی بھر کر کتّے کے پاس آیا اور اُسے پلادیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محض اسی رحم کی بدولت اُس کے گُناہوں کو معاف فرمادیا۔“ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ”یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا جانوروں پر شفقت کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے؟“ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ہر ذی روح پر شفقت کرنے کا اجر ملتا ہے۔“ (بخاری) [96]

ہمیں چاہیے کہ ہم نہ صرف آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم وشفقت کا مظاہرہ کریں، بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دیگر مخلوق کے ساتھ بھی رحم وشفقت کا سُلوک کریں تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سے راضی ہوجائے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو رحم وشفقت کے مفہوم سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو اس بات سے آگاہ کیجیے کہ ہمارا دین اسلام رحم وشفقت سے متعلق ہمیں کیا درس دیتا ہے۔

یادرکھنے کی باتیں

- اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کے ساتھ نرم دلی اور ہمدردی سے پیش آنا "رحمت و شفقت" کہلاتا ہے۔
- رحم و شفقت کرنے والوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔
- آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ معاشرے کے کمزور طبقے کے ساتھ زیادہ رحم و شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔
- جو لوگ یتیموں کے ساتھ اچھا سُلوک کریں گے وہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنّت میں داخل ہوں گے۔
- مسکینوں پر رحم و شفقت کرنا دل کو نرم کرتا ہے۔
- ہمیں چاہیے کہ ہر ذی رُوح کے ساتھ رحم و شفقت کا سلوک کریں۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ رحم و شفقت سے کیا مُراد ہے؟

ب۔ رحم و شفقت سے متعلق حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا تعلیم دی ہے؟

ج۔ جس شخص کو رحم و شفقت کی خُوبی عطا کی گئی اُس کے بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

د۔ یتیموں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرنے والے کو کیا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا؟

ہ۔ مسکینوں پر رحم و شفقت کرنے والے کے بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

و۔ جانوروں پر کس طرح رحم کیا جاسکتا ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی مخلوق پر بہت زیادہ ____________ فرمانے والا ہے۔

ب۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کے ساتھ نرم دلی اور ہمدردی سے پیش آنا ____________ کہلاتا ہے۔

ج۔ جسے رحم و شفقت سے حصّہ ملا، اُسے دُنیا اور آخرت کی ____________ سے حصّہ ملا۔

د۔ جو یتیم کے سر پر رحم و شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرے تو ہر بال کے بدلے اُس کے لیے ایک ________ لکھی جاتی ہے۔

ہ۔ جانوروں اور پرندوں پر رحم و شفقت کرنا ________ کا باعث ہے۔

و۔ ہمیں چاہیے کہ ہر ________ کے ساتھ رحم و شفقت کا سلوک کریں۔

مریض کی عیادت

تدریسی مقاصد

- طلبہ / طالبات کو مریض کی عیادت کا طریقہ اور دُعا سکھانا۔
- طلبہ / طالبات کو مریض کی عیادت کے فضائل بتانا۔

اسلامی مُعاشرہ اُخوّت اور محبّت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ ہر مُسلمان کو دُوسروں کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آنے اور ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونے کا درس دیتا ہے۔ بیماری کی حالت میں انسان بہت پریشان ہوتا بلکہ بعض اوقات حوصلہ بھی ہار جاتا ہے، ایسے وقت میں مریض کی عیادت اُس کے لیے ڈھارس کا باعث بنتی ہے۔ دینِ اسلام میں اس کی تاکید بھی کی گئی ہے۔ حُضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالی شان ہے: "ایک مُسلمان کے دوسرے مُسلمان پر چھ حق ہیں۔" عرض کی گئی: "یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! وہ کون کون سے ہیں؟" ارشاد فرمایا: "جب تُم اُس سے ملو تو اُسے سلام کرو، جب وہ تُمھیں دعوت دے تو قبول کرو، جب تُم سے خیر خواہی چاہے تو خیر خواہی کرو، جب چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اُس کا جواب دو، جب بیمار ہو تو عیادت کرو اور جب مر جائے تو اُس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔" [97]

عیادت کی فضیلت

مریض کی عیادت کرنا مریض اور عیادت کرنے والے دونوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہے۔ احادیثِ کریمہ میں اس کی نہ صرف ترغیب دلائی گئی بلکہ اس پر اجر و ثواب کی نوید بھی سُنائی گئی ہے۔ حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: "جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے وہ دریائے رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔ جب وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اُسے ڈھانپ لیتی ہے۔" میں نے عرض کی، "یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! یہ تو اُس تن درست کے لیے ہے، جو مریض کی عیادت کرتا ہے۔ مریض کے لیے کیا ہے؟" فرمایا، "اُس کے گُناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔" [98]

جب کوئی شخص اپنے بھائی کی عیادت کرنے یا اُس سے ملنے کے لیے نکلتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: "خُوش ہو جا کہ تیرا یہ چلنا مُبارک ہے اور تُو نے جنّت میں اپنے لیے ایک ٹھکانا بنالیا ہے۔" [99] مریض کی عیادت کرنے والے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرشتے دُعا

کرتے ہیں اور اُس کے لیے جنّت میں ایک باغ لگادیا جاتا ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "جو مُسلمان صُبح کے وقت کسی مُسلمان کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو شام تک ستّر ہزار فرشتے اُس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی مُسلمان شام کے وقت مریض کی عیادت کرتا ہے تو صُبح تک ستّر ہزار فرشتے اُس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اُس کے لیے جنّت میں ایک باغ لگادیا جاتا ہے۔" [100]

نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جس نے مریض کی عیادت کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر 75 ہزار ملائکہ کے ذریعے سایہ فرمائے گا اور گھر واپس آنے تک اُس کے ہر قدم اُٹھانے پر اُس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اُس کے ہر قدم رکھنے پر اُس کا ایک گُناہ مٹادیا جائے گا اور ایک درجہ بُلند کیا جائے گا، جب وہ مریض کے ساتھ بیٹھے گا تو رحمت اُسے ڈھانپ لے گی اور گھر واپس آنے تک رحمت اُسے ڈھانپے رکھے گی۔" [101]

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مریضوں کی عیادت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ جنگِ خندق میں جب حضرت سیّدنا سعد بن معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ زخمی ہوگئے تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کا خیمہ مسجد نبوی شریف ہی میں لگوادیا تھا تاکہ بار بار اُن کی عیادت کر سکیں اور اُن کا علاج بھی خود حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا۔ [102] آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو وہاں یہ دُعا بھی فرماتے: "لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی" یعنی کوئی حرج کی بات نہیں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ مرض گُناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔" [103]

مریض کی عیادت کا طریقہ

مریض کی عیادت حقوق العباد کے زُمرے میں آتی ہے، ہمیں اس سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جائیں اگر ممکن ہو تو کچھ پھل وغیرہ خیر خواہی کی نیّت سے ساتھ لے جائیے۔ مریض کی طبیعت پُوچھ کر پیشانی پر ہاتھ رکھیے اور دُعا پڑھیے "لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی" اب مریض کے لیے صحت یابی کی دُعا کیجیے، ساتھ ہی مریض سے بھی اپنی دُنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دُعا کروائیے کہ مریض کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جب تُم کسی مریض کے پاس آؤ تو اُس سے اپنے لیے دُعا کی درخواست کرو کیوں کہ اُس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی طرح ہوتی ہے۔" [104] اگر مرض تشویش ناک ہو تو مریض پر اس کا اظہار نہ ہونے دیجیے بلکہ اُسے تسلّی اور حوصلہ دے کر ہمت بڑھائیے۔ اُس کے پاس بلند آواز سے گُفتگو نہ کیجیے۔ مریض کو حکمتِ عملی کے ساتھ ذکر و دُرود کرتے رہنے اور نماز نہ چھوڑنے کی تلقین کیجیے۔ ہوسکے تو جلد ہی مریض کے پاس سے اُٹھ جائیے کہ زیادہ دیر تک بیٹھنا مریض کے لیے ناگواری کا سبب بن سکتا ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے مریض کی عیادت کا طریقہ سکھائیے اور ممکنہ صورت میں مریضوں کی عیادت کا ذہن دیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو مریض کی عیادت کرتے وقت پڑھی جانے والی دُعا یاد کروائیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- مریض کی عیادت کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے کاموں میں سے ایک کام ہے۔
- مریض کی عیادت کرنے والے کے لیے جنّت میں ایک باغ لگادیا جاتا ہے۔
- مریض کی عیادت کرنے والے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔
- مریض کی عیادت کے لیے جاتے وقت ممکن ہو تو پھل وغیرہ بھی خیر خواہی کی نیّت سے لے جانا چاہیے۔
- مریض سے اپنی دُنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دُعا کروانی چاہیے کہ مریض کی دُعا رد نہیں ہوتی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: جو طاعون (ایک بیماری کا نام) میں مبتلا ہو کر مرے وہ شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ [105]

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ مریض کی عیادت کی فضیلت تحریر کیجیے۔

ب۔ اپنے مُسلمان بھائی کی عیادت کرنے والے کو آخرت میں کیا انعام ملے گا؟

ج۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے مریض کی عیادت کی کوئی مثال پیش کیجیے۔

د۔ ایک مُسلمان پر دوسرے مُسلمان کے کیا حقوق ہیں؟ بیان کیجیے۔

ہ۔ مریض کی عیادت کا مسنون طریقہ تحریر کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ مریض کی عیادت کرنے والے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرشتے ________ کرتے ہیں۔

ب۔ جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے وہ ________ میں غوطے لگاتا ہے۔

ج۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ________ کی عیادت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

د۔ مریض سے اپنی دُنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دُعا کروانی چاہیے کہ ________ کی دُعا رد نہیں ہوتی۔

ہ۔ جو مُسلمان شام کے وقت مریض کی عیادت کرتا ہے تو صُبح تک ________ اُس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

شکر کے فضائل

تدریسی مقاصد
- طلبہ/ طالبات کے سامنے شکر کے معنی و مفہوم بیان کرنا۔
- طلبہ/ طالبات کو شکر کی اہمیت و فضیلت بتانا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ سُورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان، دریا و سُمندر، طرح طرح کے پھل اور سبزیاں، خُوب صورت گھر اور سُواریاں یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں ہیں۔ اگر انسان اپنے وُجود پر غور کرے تو سر کے بال سے پاؤں کے ناخن تک سراپا نعمت ہے۔ سب سے بڑی اور عظیم نعمت یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اُمّت میں پیدا فرمایا۔ ان تمام نعمتوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ شکر کے لفظی معنی احسان ماننا، احسان مند ہونا، کے ہیں جب کہ اصطلاح میں شکر کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے احسان و نعمت کی وجہ سے زبان، دل یا اعضاء کے ساتھ اُس کی تعظیم کرنا۔ [106]

شکر کی فضیلت

جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر شکر بجالاتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن پر مزید کرم فرماتا ہے اور نعمتوں میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں ملنے کے باوجود ناشکری کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی نعمتوں سے محروم فرمادیتا ہے اور اُن کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے، جیسا کہ قُرآنِ مجید میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝

اگر تُم میرا شکر ادا کروگے تو میں تُمھیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تُم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔ (پارہ 13، سورۂ ابراہیم، آیت 7)

حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہر نماز کے بعد یہ دُعا مانگنے کی وصیت فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھّے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ (ابو داؤد) [107]

ناشکری کی مذمّت

حضرت سیّدنا کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا میں کسی بندے پر انعام کرے پھر وہ اُس نعمت کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے شکر ادا کرے اور اُس نعمت کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے تواضع کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے دُنیا میں اُس نعمت سے نفع دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اُس بندے کے آخرت میں درجات بُلند فرماتا ہے اور جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دُنیا میں انعام فرمایا اور اُس نے شکر ادا نہ کیا اور نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے اُس نے تواضع کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ دُنیا میں اُس نعمت کا نفع اُس سے روک لیتا ہے اور اُس بندے کے لیے جہنّم کا ایک طبق کھول دیتا ہے، پھر اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا تو اُسے (آخرت میں) عذاب دے گا یا اُس سے درگزر فرمائے گا۔ [108]

شکر ادا کرنے کا طریقہ

حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے اور بندہ اُس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہے تو بے شک اُس نے اُس کا (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا) شکر ادا کرلیا۔" [109]

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی قوم سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُن کی عُمر دراز کرتا ہے اور اُنھیں شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ [110] شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی تعظیم کرتے ہوئے اُس کی نعمتوں کا اعتراف کیا جائے۔ بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں اور اُس کے فضل و کرم اور احسانات پر غور کرتا ہے تو اُس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے، اس کی برکت سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور بندے کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبّت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ تو حدیثِ مُبارک میں یہ بیان ہوا کہ بندہ نعمت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد (تعریف) کرے اور شکر ادا کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو نعمتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں، ہم اُن نعمتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری والے کاموں میں استعمال کریں۔ اپنی زبان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کریں، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرود شریف پڑھیں، قُرآنِ مجید کی تلاوت کریں۔ کانوں سے تلاوت قُرآنِ مجید سُنیں، نعتیں اور دینی بیانات سُنیں۔ آنکھوں سے اپنے والدین کی زیارت کریں، دیکھ کر قُرآنِ مجید کی تلاوت کریں، عُلمائے کرام اور بُزرگانِ دین کی زیارت کریں، اللہ عَزَّوَجَلَّ دکھائے تو خانۂ کعبہ اور روضۂ انور کا دیدار کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا ہے تو اُسے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کریں، مساجد و مدارس کی تعمیر میں حصّہ ملائیں اور دینی طلبہ کی مدد کریں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- اصطلاح میں شکر کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے احسان و نعمت کی وجہ سے زبان، دل یا اعضاء کے ساتھ اُس کی تعظیم کرنا۔
- جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر شکر بجالاتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر مزید کرم فرماتا ہے اور نعمتوں میں اضافہ فرمادیتا ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری والے کاموں میں استعمال کیا جائے۔
- جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں ملنے کے باوجود ناشکری کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی نعمتوں سے محروم فرمادیتا ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ ناشکرے شخص کے لیے آخرت میں آگ کا ایک طبقہ (درجہ) کھول دے گا اگر چاہے گا تو اُسے عذاب میں مبتلا فرمائے گا اور چاہے گا تو مُعاف فرمادے گا۔

کیا آپ جانتے ہیں

حُضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کوئی خُوشی حاصل ہوتی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سجدۂ شکر ادا کرتے۔ [111]

مدنی پھول

حُضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جو تھوڑی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالٰی کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور اللہ تعالٰی کی نعمتوں کو بیان کرنا شکر ہے اور اُنھیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔ [112]

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے شکر کے معنی و مفہوم بتا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا ذہن دیجیے۔
٢. طلبہ / طالبات کو شکر ادا کرنے کا طریقہ سکھایئے اور شکر ادا کرنے کی دُعا بھی یاد کروایئے۔

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ شکر کے معنی بیان کیجیے۔ نیز یہ بھی بتائیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے سے کیا مُراد ہے؟

ب۔ شکر گزار بندے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کرم نوازی اور اور ناشکرے بندے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کو بیان کیجیے۔

ج۔ شکر ادا نہ کرنے والے بندے کے بارے میں قُرآنِ مجید میں کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟

د۔ حُضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کون سی دُعا مانگنے کی ترغیب دی؟

ہ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کا طریقہ بیان کیجیے۔

سوال نمبر۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ شکر کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے احسان و نعمت کی وجہ سے زبان، دل یا اعضا کے ساتھ اُس کی ____________ کرنا۔

ب۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سب سے عظیم نعمت یہ ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ____________ میں پیدا فرمایا۔

ج۔ جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر شکر بجالاتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن پر مزید کرم فرماتا ہے اور ____________ میں اضافہ فرمادیتا ہے۔

د۔ جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں ملنے کے باوجود ناشکری کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی نعمتوں سے ____________ فرمادیتا ہے۔

ہ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عطا کردہ ____________ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا بھی شکر ادا کرنا ہے۔

باب ششم
مشاہیرِ اسلام

حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تدریسی مقاصد

- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل بیان کرنا۔

جنت البقیع میں حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی موجودہ تصویر

حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام "فاطمہ" ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کیونکہ اللہ عزّوجلّ نے اس کو اور اس سے محبّت کرنے والوں کو دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔" [113] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو "زہرا" اور "بتول" کے القابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوّت سے پانچ سال پہلے ہوئی۔

حضرت سیّدتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت خُود پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائی، اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن ہی سے بے حد سنجیدہ، فرماں بردار، والدین کی خدمت کرنے والی اور اُن سے محبّت کرنے والی خاتون تھیں۔

سن 2ہجری میں شیرِ خُدا حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہُ الکریم سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُن کے تین صاحبزادوں حضرت سیّدنا حسن، حضرت سیّدنا حسین، حضرت سیّدنا محسن علیہمُ الرِّضوان اور تین صاحبزادیوں سیّدہ زینب، سیّدہ اُمِّ کلثوم اور سیّدہ رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کی ولادت ہوئی۔ [114]

شان وعظمت

حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان وعظمت بہت زیادہ بُلند وبالا ہے۔ یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعزاز ہے کہ نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا نسب آپ سے چلا۔ پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: "فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمام مؤمنوں کی بیویوں کی سردار ہیں۔" [115] ایک روایت میں ہے: "فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری بیٹی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔" [116]

سادگی

حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے کام کاج خُود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تنور میں روٹیاں لگاتیں، کھانا پکاتیں، گھر میں جھاڑو دیتیں اور چکّی سے آٹا پیسا کرتیں۔ چکّی سے آٹا پیسنے کے سبب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور کام کاج میں آسانی کے لیے خادم کا سوال کیا تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: "تمھیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے، جب تم بستر پر جاؤ 33 بار سُبْحٰنَ اللہ، 33 بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور 34 بار اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ لیا کرو، یہ تُمھارے لیے خادم سے بہتر ہے۔" [117] اس تسبیح کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت سے "تسبیحِ فاطمہ" کہتے ہیں۔

تقویٰ وپرہیزگاری

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ عبادت گُزار تھیں، ساری ساری رات نماز میں مشغُول رہتیں یہاں تک کہ صُبح ہو جاتی، چنانچہ حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بسا اوقات) گھر میں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں، یہاں تک کہ صُبح طلوع ہو جاتی۔" [118]

پردہ داری

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پردہ داری کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی باپردہ رہیں، کسی غیر مرد کی نظر آپ پر نہ پڑی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے وصال سے قبل یہ وصیّت فرمائی تھی کہ جب میں دُنیا سے رُخصت ہو جاؤں تو مجھے رات میں دفن کیا جائے تاکہ کسی غیر مرد کی نظر میرے جنازے پر بھی نہ پڑے۔ [119] قیامت کے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری آرہی ہوگی تو ایک مُنادی ندا کرے گا: "اے مجمع والو! اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ حضرت سیّدتُنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پُل صراط سے گُزریں۔" [120]

غیب کی خبر اور سیّدہ کا وصال

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے اپنے مرضِ وفات میں حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بُلا کر اُن کے کان میں کچھ ارشاد فرمایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اُن کے کان میں مزید کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم

کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سوال کرنے پر حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بتایا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پہلی مرتبہ میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی اسی بیماری میں وصال پا جاؤں گا۔ یہ سُن کر میں غم سے رو پڑی پھر فرمایا کہ اے فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا! میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر مجھ سے ملو گی، یہ سُن کر میں خُوش ہو گئی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے میری جُدائی کا زمانہ بہت ہی کم ہو گا۔ [121]

غیب کی دو خبریں تھیں جو کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی شہزادی کے سامنے ارشاد فرمائیں۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی حیاتِ مُبارکہ میں جتنی بھی غیب کی خبریں دیں وہ پُوری ہو گئیں، بالکل اسی طرح یہ دونوں خبریں بھی پُوری ہوئیں یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُسی بیماری میں وصال فرمایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے 6ماہ بعد 3 رمضان المبارک سن 11ہجری کو حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وِصال فرما گئیں۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نمازِ جنازہ پڑھائی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو جنّت البقیع میں دفن کیا گیا۔ [122]

یاد رکھنے کی باتیں

- حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی شہزادی ہیں۔
- اعلان نبوت سے پانچ سال قبل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت ہوئی۔
- حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا تمام مؤمنوں کی بیویوں کی سردار ہیں۔
- شیرِ خدا حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے ساتھ سن 2ہجری میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح ہوا۔
- حضرت سیّدنا حسن، حضرت سیّدنا حسین اور حضرت سیّدنا محسن عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے صاحبزادے ہیں۔
- آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے گھر کے کام کاج خُود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔
- آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا وصال 3 رمضان المبارک سن 11ہجری کو ہوا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جب حضرت سیّدتُنا فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت ہوئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے چہرے کے نور سے ساری فضا منور ہو گئی۔ [123]

رہنمائے اساتذہ

۱. اس سبق کے ذریعے طلبہ / طالبات کو حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی سیرت کے مُختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ذوقِ عبادت بتا کر عبادت کرنے کا ذہن دیجیے۔
۳. آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی پردہ داری کے متعلق بتا کر طالبات کو ہمیشہ باپردہ رہنے کا ذہن دیجیے۔

مدنی پھول

حضرت سیّدتُنافاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سر سے پاؤں تک پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مشابہت رکھتی تھیں چنانچہ حضرت سیّدتُناعائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صاحبزادی حضرت سیّدتُنافاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے بڑھ کر کسی کو عادات واطوار، سیرت وکردار اور نشست وبرخاست میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدتُنافاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی تربیت کس نے فرمائی؟

ب۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان وعظمت بیان کیجیے۔

ج۔ حضرت سیّدتُنافاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے تقویٰ وپرہیز گاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

د۔ تسبیحِ فاطمہ سے کیا مُراد ہے؟

ہ۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر کے کام کاج کون کیا کرتا تھا؟

سوال نمبر۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدتُنافاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ”زہرا“ اور ________ کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

ب۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت اعلانِ نبوّت سے ________ سال قبل ہوئی۔

ج۔ سیّدہ زینب، سیّدہ ________ اور سیّدہ رقیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ، حضرت سیّدتُنافاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی صاحبزادیاں ہیں۔

د۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا ________ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پڑھائی۔

ہ۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مزار ________ میں ہے۔

حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

تدریسی مقصد • حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مختصر تعارف و اجمالی سیرت بیان کرنا۔

حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر مبارک

ابتدائی حالات

خلفائے راشدین کے بعد حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت کو خلافتِ راشدہ میں شُمار کیا جاتا ہے۔ آپ کا نام عمر بن عبدالعزیز اور کُنیّت ابو حفص ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سن 63 ہجری میں مدینۂ منوّرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ حضرت سیّدنا عاصم بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صاحبزادی اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پوتی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رگوں میں فاروقی خون تھا، اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرت و کردار میں بھی حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرت کا گہرا اثر دکھائی دیتا ہے۔[124] آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تابعی بزرگ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مُتعدّد صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔[125]

علم و فضل

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بچپن ہی میں قُرآنِ پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔ اُس کے بعد حضرت سیّدنا انس بن مالک، سائب بن یزید، یوسف بن عبد اللہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور دیگر اساتذۂ کرام سے قُرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے، حتّٰی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قُرآن وحدیث اور عُلوم فقہ میں کامل دسترس حاصل کرلی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہم عصر بڑے بڑے مُحدّثین بھی آپ کے فضل و کمال کا اعتراف کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایسے زبردست فقیہ و عالم تھے کہ بڑے بڑے عُلمائے کرام آپ سے مشکل ترین سوالات کیا کرتے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہاتھوں ہاتھ اُن کے جوابات ارشاد فرمادیا کرتے۔ کسی بھی شخص کو جب کوئی پیچیدہ مسئلہ جاننے کی ضرورت پیش آتی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اُس مسئلے کا جواب مل جاتا تھا۔[126]

تقویٰ وپرہیز گاری

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مُتّقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا سب سے پُر اثر منظر آپ کی راتوں کی عبادت میں دکھائی دیتا ہے۔ جب دیگر لوگ غفلت کی نیند میں سورہے ہوتے اُس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر ایک مخصوص کمرے میں موٹا لباس پہن کر صُبح ہونے تک مُناجات اور گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے۔[127] عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جس شخص کو کوئی مقام یا منصب ملتا ہے تو اُس کا دل سخت اور خوفِ خُدا سے غافل ہو جاتا ہے لیکن خلیفہ بننے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوفِ خدا کا مزید غلبہ ہو گیا۔ خلیفہ بننے سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قیمتی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ جو لباس ایک بار پہن لیتے دوبارہ اُسے نہیں پہنتے تھے، بسا اوقات آپ کے لیے ایک ہزار دینار کا جُبّہ خریدا جاتا مگر آپ فرماتے: "اگر یہ کُھر درا نہ ہوتا تو کتنا اچھّا تھا؟" لیکن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی ذمّہ داریاں سنبھالیں تو مزاج میں ایسی تبدیلی آئی کہ آپ کے لیے پانچ درہم کا معمولی سا کپڑا خریدا جاتا تو پھر بھی آپ فرماتے: "اگر یہ نرم نہ ہوتا تو کتنا اچھّا تھا؟" خلافت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر صرف ایک ہی لباس ہوتا اور وقتِ ضرورت اُسی کو دُھلوا کر پہن لیتے تھے۔[128]

گورنری

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف 25 سال کی عمر میں خلیفہ وقت ولید بن عبد الملک نے مدینۂ منوّرہ، مکّۂ مکرّمہ اور طائف کی گورنری کے عہدے کی پیش کش کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گورنری کے عہدے کو اس شرط پر قُبول کیا کہ مُجھے لوگوں پر ظُلم وزیادتی پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ ولید نے اس شرط کو قُبول کر لیا اور کہا کہ "آپ حق اور عدل پر عمل کیجیے خواہ شاہی خزانے کو ایک روپیہ بھی نہ ملے۔"[129]

حق گوئی وبے باکی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ولید بن عبد الملک اور اس کے پیروکاروں کے ظُلم وستم سے انتہائی نالاں وپریشان تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ سے فرمایا: "میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں فرصت ملے تو مُجھے یاد کر لینا"۔ ایک دن فرصت پا کر ولید نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "کہیے کیا کہنا چاہتے تھے؟" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک شرک کے بعد سب سے بڑا گُناہ کسی کو ناحق قتل کرنا ہے، آپ کے گورنر اور اُمراء لوگوں کو ناحق قتل کر ڈالتے ہیں اور پھر من گھڑت جرم لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں آپ کی بھی پکڑ ہو گی کیونکہ گورنر آپ مقرّر کرتے ہیں۔" یہ سُن کر ولید کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصّہ تو بہت آیا مگر کچھ بھی کہہ نہ سکا۔[130]

ایک مرتبہ کسی شخص نے سرِ عام خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کو بُرا بھلا کہا۔ خلیفہ نے اُسے سزا دینی چاہی اور اس بارے میں حاضرین سے مشورہ طلب کیا۔ حاضرین نے کہا فوراً اس کی گردن اڑادی جائے۔ حاضرین میں حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے آپ بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ خلیفہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجّہ ہو کر کہنے لگا! "عمر آپ نے کچھ نہیں کہا، آپ کی کیا رائے ہے؟" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اگر مجھ سے ہی پوچھنا چاہتے ہیں تو پھر سنیے! نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علاوہ کسی کو بُرا بھلا کہنے والے کا قتل جائز نہیں۔" یہ سُن کر سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور خلیفہ بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا کہ: "اے عمر! اللہ عزّوجلّ تُمھیں خُوش رکھے۔"[131]

خلافت

حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 6 سال تک گورنری کے فرائض انجام دیے۔ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی وفات کے بعد 10 صفر المظفر سن 99 ہجری کو تقریباً 36 سال کی عمر میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ مقرّر ہوئے۔

خلافت کی ذمہ داریاں ملنے کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا: "اے لوگو! جو اللہ عزّوجلّ کی اطاعت کرے، تُم پر اُس کی اطاعت واجب ہے اور جو اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی کرے تُم پر اُس کی اطاعت واجب نہیں۔ لہٰذا جب تک میں اللہ عزّوجلّ کی اطاعت کرتا رہوں اُس وقت تک تُم بھی میری اطاعت کرتے رہنا اگر تُم دیکھو کہ میں اللہ عزّوجلّ کی نافرمانی کر رہا ہوں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا۔"

پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور اپنا سارا مال و دولت اور تمام کپڑے، تمام شاہی لباس جو خلفاء کے لیے تھے اور شاہی دربار کی تمام آرائشی چیزیں منگوا کر بیتُ المال میں جمع کروا دیں۔

خدماتِ جلیلہ:

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب خلافت کی ذمّہ داریاں ملیں اُس وقت مُعاشرے کی حالت بہت زیادہ خراب تھی، اُمرا نے لوگوں کی جائیدادوں پر ناحق قبضے کیے ہوئے تھے، دین سے دُوری، شراب نوشی اور بے راہ روی عام تھی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس بگڑے ہوئے نظام کی درستی کے لیے انقلابی کوششیں فرمائیں۔ مثلاً شرابیوں کو سخت سزائیں دیں اور ذِمّیوں کو حکم فرمایا کہ وہ ہمارے شہروں میں ہرگز شراب نہ لائیں۔[132] غیر مسلموں کے مذہبی تہوار کے موقع پر مُسلمانوں کو تحفے تحائف کے لین دین سے روکا۔[133] امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ اور حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی شان میں نازیبا الفاظ بکنے والوں کا سختی سے رَد فرمایا۔[134] نیز یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے کو سزا کے طور پہ کوڑے لگوائے۔[135]

دعوتِ دین

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دینِ اسلام کی دعوت عام کرنے کے لیے تبت، چین اور دُور دراز ممالک میں وُفود روانہ کیے اور وہاں کے حکمرانوں کو دعوتِ اسلام پیش کی جس کے اثر سے مشرق و مغرب میں کئی بادشاہوں اور راجاؤں نے اسلام قبول کر لیا۔[136]

عدل و انصاف

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا دورِ خلافت تقریباً ڈھائی سال پر محیط ہے، لیکن اِس مختصر مدت میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بہترین عادلانہ نظام قائم فرمایا۔ مُسلمان تو مُسلمان کافر بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عادلانہ نظام سے بہت زیادہ مُتاثر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجبوروں، مظلوموں اور محروموں کو ان کی وہ جائیدادیں واپس دلائیں جنھیں شاہی خاندان کے افراد، حکُومتی اہلکاروں اور دیگر اُمرا نے اپنے تَصرُّف میں لے رکھا تھا۔[137]

ایک مرتبہ سمرقند کے ذمیّوں (کافروں) نے حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا، اُس وفد کے سربراہ نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے شکایت کی کہ مُسلمان سپہ سالار نے آپ کی اسلامی شریعت کے اُصولوں سے انحراف کیا ہے اور ہم

سے کوئی بات چیت کیے بغیر ہمارے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ آپ سے گُزارش ہے کہ آپ ہمیں انصاف دلائیے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سمرقند کے گورنر سلیمان ابن ابی سریٰ کو اس مسئلے کے حل کے لیے قاضی مقرّر کرنے اور قاضی کے فیصلے کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا۔ گورنر نے حکم کی تعمیل میں ایک قاضی کا تقرر کر دیا۔ قاضی نے اسلامی اُصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے ذمیّوں کے حق میں فیصلہ دیا اور ذمّیوں کو شہر میں رہنے اور مُسلمانوں کو شہر خالی کرنے اور اپنے پہلے والے مقام پر واپس جانے کا حکم دیا۔ عدل و انصاف کے اس شاہکار فیصلے کو سُن کر سمرقندی پکار اُٹھے: "واہ واہ! کیا عادلانہ فیصلہ ہے۔ بس ہم پہلی والی حالت ہی میں رہنا چاہتے ہیں، ہم نے مُسلمانوں کا نظام دیکھ لیا ہے، وہ کوئی ظُلم و ستم نہیں کرتے، امن و امان کی زندگی بسر کرتے ہیں لہٰذا ہمیں بخُوشی مُسلمانوں کا اقتدار قبول ہے۔" [138]

تدوینِ حدیث

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے نبیٔ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہِ والہٖ وسلّم کی احادیثِ مُبارکہ مٹ جانے کے خوف سے ان کو جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ [139]

فلاحِ عامہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک لنگر خانہ قائم کیا جس میں فقرا و مساکین اور مُسافروں کو کھانا پیش کیا جاتا تھا۔ [140] اسی طرح مُسافروں کے لیے سرائے خانے اور ان کی سُواریوں کے لیے اصطبل تعمیر کروائے، نابیناؤں، یتیموں، معذوروں اور فالج زدہ افراد کی خدمت کے لیے غلام اور اخراجات عطا فرمائے اور بچوں کے لیے وظائف بھی مُقرّر فرمائے۔ [141]

معاشی انقلاب

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عدل و انصاف اور حُسنِ انتظام سے ایسا عظیم انقلاب آیا کہ زکوٰۃ لینے والے دینے والے بن گئے اور زکوٰۃ دینے والوں کو فقرا تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتے تھے۔ [142] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے صرف 29 ماہ کے قلیل عرصے میں دُنیا کے ایک بڑے حصّے میں مُعاشی خُوش حالی کا ایسا اسلامی انقلاب برپا کیا جس کی مثال صدیاں گزر جانے کے بعد بھی نہیں ملتی۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو عمرِ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ [143]

وصال

25 رجب سن 101 ہجری میں تقریباً 39 سال کی عمر پا کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا وصال ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حلب کے قریب دیرِ سمعان میں دفن کیا گیا جو ملک شام میں واقع ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی زندگی کے نُمایاں پہلو بیان کیجیے۔

۲. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا خوفِ خدا اور تقویٰ و پرہیزگاری بیان کر کے طلبہ / طالبات کے دِلوں میں خوفِ خُدا پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- حضرت سیّدنا عُمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو متّعدد صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔
- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایسا بہترین عادلانہ نظام قائم کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔
- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے غیر شرعی اُمور اور بے راہ روی کے خاتمے کے لیے مختلف تدابیر اختیار فرمائیں۔
- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات کے وقت موٹا لباس پہن کر صُبح تک مناجات اور گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے۔
- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وصال 25 رجب سن 101 ہجری کو تقریباً 39 سال کی عمر میں ہوا۔
- آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مزار حلب کے قریب دیر سمعان میں ہے، جو ملک شام میں واقع ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں ؟

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سب سے پہلے مسجدِ نبوی شریف میں محراب بنانے کی سعادت حاصل کی، اس نئی ایجاد (بدعتِ حسنہ) کو اس قدر مقبولیت حاصل ہے، کہ اب دُنیا بھر میں مساجد کی پہچان اسی سے ہے۔ [144]

مدنی پھُول

حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”جب تُم دیکھو کہ کوئی شخص حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے محبّت رکھتا ہے اور اُن کی خُوبیوں کو بیان کرنے اور اُنھیں عام کرنے کا اہتمام کرتا ہے تو اُس کا نتیجہ خیر ہی خیر ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ“ [145]

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی زندگی کے ابتدائی حالات بیان کیجیے۔

ب۔ خلیفہ بننے کے بعد حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں کیا تبدیلی آئی؟

ج۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شخصیت کی چند نمایاں خُصوصیات بیان کیجیے۔

د۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے تقویٰ اور پرہیز گاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عدل و انصاف کا کوئی ایک واقعہ بیان کیجیے۔

سوال نمبر۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ____________ بزرگ ہیں۔

ب۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ____________ ہی میں قُرآنِ پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔

ج۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ____________ تک گورنری کے فرائض انجام دیے۔

د۔ سمرقند کے ذمّیوں نے اسلامی ____________ کو دیکھتے ہوئے خُوشی خُوشی مُسلمانوں کا اقتدار قبول کیا۔

ہ۔ حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بہت زیادہ متقی اور ____________ تھے۔

سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- طلبہ / طالبات کے سامنے سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر تعارف بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ کی جنگی فتوحات کے بارے میں بتانا۔
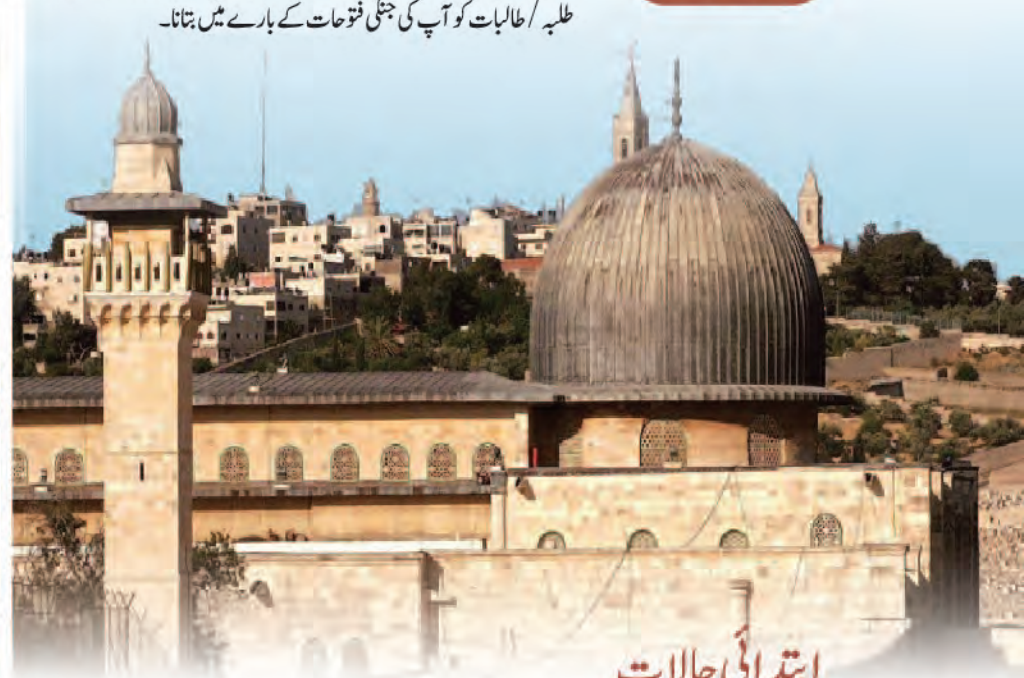
ابتدائی حالات

سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخِ اسلام کے نامور فاتحین میں سے ایک ہیں۔ آپ کا نام 'یوسف بن ایوب' اور کنیت 'ابو المظفر' تھی۔ آپ کو 'فاتحِ بیتُ المقدّس' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت 532 ہجری میں عراق کے شہر 'تکریت' میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام ایوب تھا، اسی نسبت سے آپ ایّوبی کہلاتے ہیں۔ آپ کی پرورش اور تربیت اپنے والد کے زیرِ سایہ ہوئی، حتّٰی کہ آپ میں سعادت و قیادت کی خُوبیاں ظاہر ہو گئیں اور آپ سُلطان نُور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عظیم حکمران کے خاص افراد میں شامل ہو گئے۔

آپ کی شخصیت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالمِ اسلام کے نامور مجاہد و عظیم سپہ سالار تھے، آپ ہمت، شجاعت اور استقلال کا پیکر تھے، حکمران ہوتے ہوئے بھی فقیرانہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیک وقت مصر، شام، بحرین، یمن اور افریقہ کے بعض صوبوں کے حکمران تھے لیکن سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک سادہ سے خیمہ میں رہتے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تخت سے زیادہ گھوڑے پر بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ تختِ شاہی کی آسائشوں اور درباریوں کی مُبارک سلامت کے نعروں کی گونج میں رہنے کی بجائے میدانِ جنگ میں اپنے مجاہدین کے درمیان رہنا پسند فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہادر سپاہی، لائق جرنیل اور ان تھک فرماں روا تھے۔ اسی بنا پر ہر دلعزیز حکمران سمجھے جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دور کے مُسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کا بُھولا ہوا سبق یاد دلایا۔

مؤرّخین نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو شان دار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، چنانچہ ایک مؤرخ لکھتا ہے: "صلاح الدین ایوبی بڑے قوی دل، بارعب، بہادر، بے مثل شجاع اور حد درجہ ثابت قدم تھے۔ مُہم جوئی اور کوئی مُصیبت اُنھیں خوف زدہ نہیں کر سکتی تھی، غیر مسلموں کے ساتھ سخت سے سخت مقابلوں کی وہ کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ موسم سرما کی شدّت میں بھی وہ جنگ اور حملوں میں مصروف رہتے تھے اور قلیل فوج کے ساتھ کثیر فوج کا مقابلہ کرنے سے نہیں گھبراتے تھے بلکہ دُشمن فوج کی کثرت سُلطان کا حوصلہ بڑھاتی تھی۔"

فتح بیتُ المقدّس

صلاح الدین ایّوبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وہ مُسلمان حکمران تھے جنھوں نے غیر مُسلموں کو شکست دے کر 90 سال بعد بیتُ المقدّس کو فتح کیا، عورتوں اور بچّوں کے علاوہ تقریباً 60 ہزار کا لشکرِ جرّار سُلطان کے ساتھ تھا۔ مُسلمانوں نے اُس شہر کا مُحاصرہ کرکے اہم قلعوں پر قبضہ کرلیا اور شمال کی جانب سے پُورا لشکر مورچوں پر تعینات کردیا۔ صلاح الدین ایّوبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارضِ مقدّس کو غیر مُسلموں سے پاک کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔ چنانچہ لڑائی شروع ہوئی اور تین دن تک شدّت کے ساتھ جاری رہی۔ جب دُشمن نے مُسلمانوں کی ایمانی قوت وطاقت، حملے کی شدّت اور اُن کے قلعوں پر قبضہ ہوتے دیکھا تو اُنھیں اپنی ہلاکت وبربادی کا یقین ہوگیا۔ بالآخر اُنھوں نے سُلطان سے امان طلب کی۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس شرط پر امان دی کہ اُن کے تمام مرد فی کس دس دینار، عورتیں فی کس پانچ دینار اور بچے فی کس ایک دینار جزیہ دیں۔ جو یہ فدیہ ادا نہ کرسکے گا وہ بطورِ غُلام مُسلمانوں کے قبضے میں رہے گا۔

583 ہجری میں جس دن بیتُ المقدّس فتح ہوا، وہ رجب المرجب کی ستائیسویں تاریخ اور جُمعہ کا دن تھا، مُسلمانوں نے نمازِ جُمعہ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ بیتُ المقدّس ہی میں ادا کی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کچھ دن وہاں قیام فرمایا اور جتنی رقم غیر مُسلموں سے حاصل ہوئی تھی، وہ تمام لشکر اور بالخصوص عُلماء کے درمیان تقسیم فرمادی، یہاں تک کہ واپسی کے وقت اُس رقم میں سے کچھ بھی آپ کے پاس باقی نہ بچا تھا۔ اس کے بعد سُلطان صلاح الدین ایّوبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وطن واپس چلے گئے اور ملک کے نظم ونسق، رعایا کے معاملات اور دیگر ضروری کاموں میں مصروف ہوگئے۔ [146]

عادات وخصائل

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بہت زیادہ مُتّقی اور پرہیز گار تھے، کثرت سے ذکرُ اللہ اور تلاوتِ قُرآنِ کریم کیا کرتے تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کبھی نماز اور رمضان کا روزہ ترک نہیں فرمایا، بیماری کی حالت میں بھی آپ جماعت کے ساتھ نماز کا اہتمام فرماتے اور رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تہجّد کی نماز بھی ادا کرتے تھے، سُنّتوں پر عمل کرتے اور کثرت سے صدقہ اور خیرات کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ وقت کے حاکم ہونے کے باوجود پُوری زندگی اپنے پاس کبھی اتنا مال جمع نہیں ہونے دیا، جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی۔ انتقال کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی ملکیت میں صرف 47 درہم چھوڑے تھے، آپ کے پاس باغات، زمینوں اور مکانات جیسی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ [147]

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اپنی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والے، غریبوں، مسکینوں اور کمزوروں کی مدد کرنے والے تھے۔ ہر پیر اور جمعرات کو عوام و خواص کو جمع کرتے اور سب کے مسائل اور فریادیں سُنتے۔ ہر ایک کو اپنے معاملات بیان کرنے کی اجازت ہوتی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب۔ آپ کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ [148]

وفات

بیتُ المقدّس کی فتح کے تقریباً 6 سال بعد صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اکثر بیمار رہنے لگے، جسم میں کمزوری آگئی آہستہ آہستہ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی بیماری شدّت اختیار کر گئی۔ 27 صفر 589 ہجری کی رات آپ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی، شیخ ابو جعفر آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے پاس قُرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے جب وہ سورۂ حشر کی اس آیت پر پہنچے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۲۲)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے، وہی نہایت مہربان، بہت رحمت والا ہے۔ (پارہ 28، سورۂ حشر، آیت 22)

تو سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے آنکھیں کھول دیں اور کہا: "سچ ہے۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہی سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی وفات پر ہر شخص غم زدہ تھا، ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ [149] آپ کا مزار شام کے موجودہ دارالحکومت دمشق میں ہے۔ [150]

یاد رکھنے کی باتیں

- سن 583 ہجری میں سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے بیتُ المقدّس فتح کیا تھا۔
- سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو فاتح بیتُ المقدّس کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔
- سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر کے علاوہ شام، دمشق، موصل اور حلب فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔
- مُسلمانوں نے سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے ساتھ بیتُ المقدّس میں نمازِ جُمعہ ادا کی۔
- سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ 589 ہجری میں اس دُنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہُ تعالٰی عنہُ نے پہلی بار بیتُ المقدّس فتح کیا اور پھر قبضے کے 91 سال بعد سُلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اسے دوسری بار فتح کیا۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ/ طالبات کو سلطان صلاح الدین ایّوبی کی بہادری کے بارے میں بتائیے۔
۲. طلبہ/ طالبات کو سلطان صلاح الدین ایوبی کی کُفّار کے خلاف دلیرانہ جدوجہد کے بارے میں بتا کر ضرورت پڑنے پر دینِ اسلام کی خاطر باطل کا مقابلہ کرنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی زندگی کے ابتدائی حالات بیان کیجیے۔

ب۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے بیتُ المقدّس کس طرح آزاد کروایا؟

ج۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی عبادت وریاضت کے بارے میں تحریر کیجیے۔

د۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اپنی رعایا کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

ہ۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی سیرت پر ایک مختصر اور جامع نوٹ لکھیے۔

سوال نمبر۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی ولادت عراق کے شہر ____________ میں ہوئی۔

ب۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ انتہائی منکسر المزاج انسان، بہادر ____________ اور عالم اسلام کے عظیم فرماں روا تھے۔

ج۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ____________ ہجری میں بیتُ المقدّس فتح کیا۔

د۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے انتقال کے وقت صرف ____________ چھوڑے تھے۔

ہ۔ سُلطان صلاح الدین ایّوبی رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا انتقال ____________ ہجری میں ہوا۔

امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

تدریسی مقاصد

- طلبہ / طالبات کو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرت کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی علمی و دینی خدمات کے بارے میں بتانا۔

امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار مُبارک کا بیرونی منظر

امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت انڈیا کے مشہور شہر بریلی شریف میں 10 شوال المکرم 1272 ہجری، بروز ہفتہ بمطابق 14 جون 1856 عیسوی کو ہوئی۔ آپ کا نام محمد ہے، آپ کے دادا آپ کو احمد رضا کہہ کر پُکارتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اِسی نام سے مشہور ہوئے۔ [151] بر صغیر پاک و ہند کے علمی حلقوں میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، حسّانُ الہند، مجدّدِ دین وملّت اور محدّثِ بریلی جیسے القابات سے پُکارا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم

امام اہلسنّت، مولانا شاہ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد رئیس المتکلّمین حضرت مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حاصل کی اور صرف تیرہ سال، دس ماہ چار دن کی عمر میں قرآن وحدیث اور دیگر ضروری علوم سیکھ کر ایک سُوال کے جواب میں پہلا فتویٰ بھی تحریر فرمایا۔ فتویٰ صحیح پا کر آپ کے والد صاحب نے فتویٰ تحریر کرنے کا کام آپ کے سپرد کر دیا اور آپ آخر وقت تک فتاویٰ تحریر فرماتے رہے۔ [152]

حفظ القرآن

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''بعض ناواقف لوگ میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں حافظ نہیں ہوں،'' یہ کہہ کر اُسی دن سے حفظ کرنا شروع فرما دیا، جس کا وقت عشاء کا وُضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اور تیس دن میں تیس پارے یاد کر لیے۔ یُوں ایک ماہ میں پُورا قُرآنِ مجید حفظ کر لیا۔ [153]

علمی مقام

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چودھویں صدی ہجری کے ایک بُلند پایہ فقیہ، مفسّر، محدّث، سائنس دان، فصیح وبلیغ نعت گو شاعر، صاحبِ شریعت وصاحبِ طریقت بزرگ تھے۔ آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پچاس سے زائد عُلُوم پر دسترس رکھتے تھے۔ علمِ عقائد، علمِ کلام، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، اُصولِ حدیث، علمِ فقہ، اُصولِ فقہ، علمِ تجوید، علمِ تصوّف، علمِ ریاضی، علمِ فلکیات، علمِ سائنس، علمِ طبعیات، علمِ توقیت وغیرہ پر آپ کو مکمل عُبور حاصل تھا۔ علمِ توقیت میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ دن کو سُورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملالیتے اور وقت بالکل صحیح ہوتا، کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوتا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ علمِ ریاضی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک مرتبہ علی گڑھ یُونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں ریاضی کا ایک مسئلہ پوچھنے آئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُن سے ارشاد فرمایا: "مسئلہ پوچھیے!" اُنھوں نے کہا: "مسئلہ ایسا نہیں کہ اتنی آسانی سے عرض کروں۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: "کچھ تو بتائیے۔" وائس چانسلر صاحب نے سُوال پیش کیا، تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُسی وقت اُس مسئلے کا تسلّی بخش جواب دے دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے انتہائی حیرت سے کہا: "میں اس مسئلے کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے میرا مسئلہ حل فرمادیا۔" ڈاکٹر صاحب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت سے اس قدر مُتاثر ہوئے کہ چہرے پر داڑھی شریف سجالی اور نماز وروزے کے بھی پابند ہوگئے۔ [154]

عالمِ اسلام میں مقبولیت

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت اور علمی کارنامے نہ صرف برّصغیر پاک وہند میں مقبولِ عام ہیں بلکہ مکّہ ومدینہ کے علمائے کرام میں بھی آپ کے علمی کارناموں کو بے پناہ پذیرائی حاصل ہے۔ عالمِ عرب میں امام اہلسنّت امام احمد رضا خان کا پہلا تعارف اُس وقت ہوا، جب آپ 1295ھ بمطابق 1878ء میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ اس موقع پر مفتیٔ شافعیہ حُسین بن صالح بغیر کسی سابقہ تعارف کے آپ کو اپنے گھر لے گئے اور کافی دیر آپ کی پیشانی کو دیکھتے رہے، پھر بے ساختہ فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ یعنی "میں اس پیشانی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نُور محسوس کررہا ہوں۔" [155]

بیعت وارادت

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سن 1295 ہجری میں شاہ آلِ رسول مارہروی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُرید ہوئے۔ مُرید ہوتے ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پیرو مرشد نے آپ کو اپنی اجازت وخلافت بھی عطا فرمادی۔ [156]

تقویٰ واتباعِ سُنّت

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تقویٰ اور اتباعِ سُنّت میں اپنی مثال آپ تھے۔ دُنیا کے مختلف ملکوں سے آئے ہوئے خطوط کے جوابات دینے، تحریری کام اور فتویٰ نویسی میں مصروفیت کے باوجود ہمیشہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا اہتمام فرماتے، نیز فرض سے پہلے کی سُنّتیں اور بعد کے نوافل بھی ضرور ادا فرماتے۔

عشقِ رسول

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے عشقِ رسول کو اپنی زندگی کا سرمایہ اور ذکرِ رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، ساری زندگی پیارے آقا صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ کی شان و عظمت بیان کرکے لوگوں کے دلوں کو عشقِ رسول میں گرماتے رہے، نیز اپنے قلم کے ذریعے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ کی عزّت و ناموس کی حفاظت کرتے رہے۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو ساداتِ کرام سے بے حد عقیدت و محبّت تھی۔ ایک مرتبہ بریلی شریف کے کسی محلّے میں آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی دعوت کی گئی۔ آپ کے مُریدوں نے سُواری کے طور پر پالکی کا اہتمام کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ پالکی میں سوار ہوئے۔ چند قدم چلنے کے بعد ہی اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے پالکی رکوادی اور نیچے تشریف لاکر مزدوروں سے فرمایا: "سچ سچ بتایئے آپ میں سے سیّد زادے کون ہیں؟" جب ایک مزدور نے بتایا کہ "میں سیّد ہوں" تو اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ رو رو کر اُس مزدور سے مُعافی مانگنے اور فرمانے لگے کہ: "میں کل بروزِ قیامت کیا جواب دوں گا اگر مجھ سے پُوچھ لیا گیا کہ میں نے سیّد زادے کے کاندھے پر سُواری کیوں کی؟ " پھر اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے سیّد زادے کو پالکی میں بٹھایا اور خُود پالکی کاندھے پر اُٹھاکر چلنے لگے، یہ منظر دیکھ لوگوں کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ [157]

بدعات و منکرات کا رد

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی فطرت میں سُنّت سے محبّت اور بدعات و منکرات سے نفرت تھی۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا ہر کام عین سُنّت کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے برصغیر پاک و ہند میں پھیلنے والی جاہلانہ رسومات کا انتہائی شدّومد کے ساتھ رد فرمایا۔ اگر کہیں کسی باطل فرقے نے مُسلمانوں پر ناحق گمراہی و بدعت کے الزامات عائد کیے تو آپ نے بلا کسی تردّد کے اس کا تعاقب کیا اور قرآن و حدیث کے دلائل سے مُسلمانوں پر لگائے جانے والے الزامات کا رد فرما کر مُسلمانوں کے جائز عمل کو روزِ روشن کی طرح واضح کیا۔

گمراہانہ عقائد کا رد

آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے زمانۂ اقدس میں جب باطل فرقوں نے گمراہانہ عقائد و نظریات کا پرچار شروع کیا اور اسلامی عقائد و نظریات کو پراگندہ کرنا شروع کیا، تو آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے حسّام الحرمین، الدّولۃ المکیہ، تمہید الایمان، خالص الاعتقاد وغیرہ جیسی کئی عظیم کتابیں لکھ کر باطل عقائد و نظریات کا مُنہ توڑ جواب دیا۔ آپ کی ان کتابوں کو عالمِ اسلام کے تمام علمی حلقوں میں بے حد سراہا گیا۔ خاص کر "حسام الحرمین" کو عرب شریف میں یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حرمین شریفین کے کم و بیش چالیس علمائے کرام نے اس پر اپنے دستخطوں سے تصدیق کی مہر بھی لگائی۔

تصانیف

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مُختلف موضوعات پر اُردو، عربی اور فارسی میں کم و بیش ایک ہزار کتابیں لکھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُردو زبان میں قُرآنِ مجید کا ترجمہ "کنزالایمان" تحریر فرمایا جو اُردو کے دیگر تراجم کے مقابلے میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کثیر فتاویٰ بھی لکھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے جو فتاویٰ جمع کیے جاسکے اُن کی تیس(30) جلدیں چھپ چکی ہیں۔ فتاویٰ جات کے اُس مجموعے کو "فتاویٰ رضویہ" کہا جاتا ہے۔

وصال

25 صفر المظفر 1340 ہجری بمطابق 28 اکتوبر 1921 عیسوی کو جُمعۃ المبارک کے دن عین اذان کے وقت امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے وصال فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مزار پُرانوار بریلی شریف میں مرجعِ خلائق ہے۔

مدنی پُھول

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سوتے وقت ہاتھ کے انگوٹھے کو شہادت کی اُنگلی پر رکھ لیتے تاکہ اُنگلیوں سے لفظ اللہ بن جائے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ سیدھی کروٹ پر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں سمیٹ لیتے، اس طرح جسم سے لفظ "محمد" بن جاتا۔ [159]

رہنمائے اساتذہ

۱۔ طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔

۲۔ طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا علمی مقام اور ان کی تصانیف کے بارے میں بتا کر علمِ دین حاصل کرنے کا ذہن دیجیے۔

۳۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں بتا کر طلبہ/ طالبات کے دلوں میں عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بڑھانے کی کوشش کیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے صرف تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا تھا۔
- آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سن 1295 ہجری میں شاہ آلِ رسول رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے مُرید ہوئے۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو ساداتِ کرام سے بے حد عقیدت و محبّت تھی۔
- آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے عشقِ رسول کو اپنی زندگی کا سرمایہ اور ذکرِ رسول کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ چودھویں صدی ہجری کے ایک بلند پایہ فقیہہ، محدّث، مُفسر، سائنس دان، فصیح و بلیغ نعت گو شاعر، صاحبِ شریعت و صاحبِ طریقت بزرگ تھے۔
- آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو پچاس سے زائد علوم پر دسترس حاصل تھی۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے مُختلف عُنوانات پر کم و بیش ایک ہزار کتابیں لکھیں۔
- آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا تحریر کردہ ترجمۂ قرآن "کنزالایمان" اُردو کے دیگر تراجم کے مقابلے میں اپنی مثال آپ ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا مجموعۂ نعت "حدائقِ بخشش" فنِ شاعری میں اپنی مثال آپ ہے جس میں آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی چار زبانوں عربی فارسی اُردو ہندی کی یہ نعت بھی موجود ہے۔

لَم یَاتِ نَظِیرُکَ فِی نَظَر مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسَرا جانا

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ اعلیٰ حضرت، امام احمد رَضا خان رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے قُرآن مجید حفظ کرنے کا واقعہ بیان کیجیے۔

ب۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے گمراہانہ عقائد کا رد کس طرح فرمایا؟

ج۔ بدعات و منکرات کے بارے میں آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کا طرزِ عمل کیا تھا؟

د۔ اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی ساداتِ کرام سے عقیدت و محبّت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

ہ۔ ڈاکٹر ضیاء الدین کا واقعہ اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کو جن علوم پر دسترس حاصل تھی، ان میں سے پانچ کے نام لکھیے۔

ب۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے تین کارنامے بیان کیجیے۔

ج۔ اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی تین تصانیف کے نام تحریر کیجیے۔

د۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد کا نام بتائیے۔

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رَضا خان رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ بریلی شریف میں 10 شوال سن ____________ ہجری کو پیدا ہوئے۔

ب۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کو ____________ سے زیادہ عُلوم پر دسترس حاصل تھی۔

ج۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے مُختلف عُنوانات پر کم و بیش ____________ کتابیں لکھیں۔

د۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ جات کے مجموعے کو ____________ کہا جاتا ہے۔

ہ۔ 25 صفر المظفر سن ________ ہجری کو جُمعۃ المبارک کے دن عین اذان کے وقت امامِ اہلسنّت رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے وصال فرمایا۔

و۔ آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے اُردو زبان میں قُرآنِ مجید کا ترجمہ ____________ تحریر فرمایا۔

سرگرمی

اپنی کلاس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے نعتیہ اشعار پر مشتمل بیت بازی کا انعقاد کیجیے۔

حوالہ جات

1. کنزالعمال، جزء27، صفحہ نمبر77، مکتبہ شاملہ
2. تفسیر صراط الجنان جلد10 صفحہ 807 بحوالہ مستدرک، کتاب فضائل القرآن، ذکر فضائل سور... الخ، الہاکم ا لتکاثر تعدل الف آیۃ، 2/ 276، الحدیث 2127
3. مختصراز تفسیر در منثور، تحت سورہ عادیات، صفحہ 599، مکتبہ شاملہ
4. تفسیر صراط الجنان جلد10 صفحہ 744
5. بخاری کتاب فضائل القرآن، باب فضل، سورۃالبقرۃ، 3/ 405، الحدیث 5010
6. گلدستہ عقائد و اعمال صفحہ 94
7. اچھے برے عمل صفحہ 88 بحوالہ احیاء العلوم، مترجم جلد 4 صفحہ 670
8. قسطلانی، المواہب اللدنیا، جلد1، صفحہ 71 مختصراً
9. ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ جلد5، صفحہ 350، حدیث 3628
10. صحیح بخاری، کتاب العلم، جلد1، صفحہ 42، حدیث 71
11. سنن دارمی، جلد1، صفحہ 30، رقم 48
12. ماخوذ بہار شریعت جلد1، حصہ6، صفحہ 1035، ہمارااسلام، صفحہ 493 بحوالہ عالمگیری، در مختار
13. ملخص تفسیر ضیاء القرآن صفحہ 239
14. صراط الجنان، جلد1، صفحہ 311
15. صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث 1819، صفحہ 242، مکتبۃ الرشد
16. احیاء العلوم مترجم، جلد1، صفحہ 729، بحوالہ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، حدیث 93-2892، جلد3، صفحہ 410، 411
17. سنن دارمی، کتاب المناسک، باب من مات ولم یحج، جلد2، صفحہ 1122، الحدیث 1826، شاملہ
18. سنن النسائی، جلد3، صفحہ 179، حدیث 1556
19. اَلتَّرغِیب وَالتَّرھِیب جلد2 صفحہ 60 حدیث 23
20. فیضان زکوٰۃ، صفحہ نمبر 112 بحوالہ الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، جلد نمبر3، صفحہ 362
21. سنن ابی داؤد، جلد نمبر2، حدیث نمبر 1609
22. قربانی کے فضائل و مسائل صفحہ 4 بحوالہ بنایہ شرح ہدایہ جلد3 صفحہ 130 / پمفلٹ رسالہ: قربانی کے فضائل و مسائل صفحہ 4
23. ملخص از بہار شریعت جلد1 حصہ4 صفحہ 785 بحوالہ تنویر الابصار ج3 ص 71.74
24. بہار شریعت بحوالہ سنن ابن ماجہ، کتاب الأضاحی، حدیث.:3127، ص 531
25. فیضان رمضان صفحہ 453، بحوالہ الترغیب والترہیب، جلد2، صفحہ 98، حدیث 2
26. ملخص فیضان زکوٰۃ، ص20 بحوالہ بہارِ شریعت جلد اوّل حصہ5 صفحہ 938
27. ملخص اظہار الحق الجلی، صفحہ 83، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ
28. فضائل مکۂ مکرمہ، صفحہ 17، مطبوعہ جمیعت اشاعت اہلسنت پاکستان بحوالہ سنن ترمذی، حدیث نمبر 3925
29. عاشقان رسول کی حکایات، مع مکے مدینے کی زیارتیں صفحہ 243
30. عاشقان رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں صفحہ 194، اخبار مکہ للفاکہی، جلد2، صفحہ 283، حدیث 1565، ماخوذاً شاملہ
31. صحیح مسلم، حدیث نمبر 3400
32. ملخص ہمارااسلام، صفحہ 518 تا 521، مطبوعہ فرید بک اسٹال
33. عاشقان رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں صفحہ 66 بحوالہ الترغیب والترہیب جلد2، صفحہ 122، حدیث 1885
34. عاشقان رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں، صفحہ 261 بحوالہ ابن ماجہ جلد2، صفحہ 176، حدیث 1413
35. فتاوی رضویہ مخرجہ جلد10 صفحہ 711
36. عاشقان رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں، صفحہ 249 بحوالہ شعب الایمان، جلد3، صفحہ 497، حدیث 1482
37. صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب 83، الحدیث:4422، جلد3، صفحہ 150
38. عاشقان رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں صفحہ 193 بحوالہ مسند احمد بن حنبل جلد10 صفحہ 85 حدیث 26106
39. عاشقان رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں صفحہ 194 بحوالہ مصنف عبد الرزاق جلد9 صفحہ 174 الحدیث 17479
40. موطاامام مالک، رقم:3357
41. مدارج النبوت (مترجم)، جود وسخاوت، 1/ 88 ملتقطاً، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
42. سیرت مصطفیٰ، صفحہ 286 زرقانی جلد2 صفحہ 15 بحوالہ بخاری جلد2 صفحہ 513 ملتقطا
43. سیرت مصطفیٰ صفحہ 440، بحوالہ زرقانی جلد2، صفحہ 328
44. صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب السواک، حدیث 252، جلد1، صفحہ 220، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت
45. سیرت مصطفیٰ، صفحہ 610، ملخص
46. سیرت مصطفیٰ، صفحہ 783 شرح الزرقانی، جلد6، صفحہ 543 ملخصاً
47. صحیح البخاری، جلد4، صفحہ 175، رقم 3475
48. مرآۃ، جلد8، صفحہ 75، ملتقطاً
49. ملخصاً از سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد7، صفحہ 40، شاملہ
50. سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جلد7، صفحہ 40، شاملہ
51. احیاء العلوم جلد دوم صفحہ 1265 بحوالہ مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا الحدیث 10 صفحہ 114
52. احیاء العلوم جلد2 صفحہ 1266
53. اولاد کے حقوق، صفحہ 21/ مرقاۃ المفاتیح "، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 486
54. صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم ظلم المسلم۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث:6543، صفحہ 1127
55. جنت میں جانے والے اعمال، صفحہ 708، مجمع الزوائد، جلد10، صفحہ 379
56. المستدرک، جلد5، صفحہ 435، حدیث 7914 مختصراً
57. صراط الجنان جلد1، صفحہ 62، مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ2، صفحہ 19، خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ 1، 2/ 22، ملخصا
58. معجم الاوسط، 3/ 329، الحدیث 4749

59 اچھے برے عمل صفحہ 19

60 ترمذی، جلد 5، صفحہ 368

61 ترمذی، جلد 4، صفحہ 278

62 مرآۃ المناجیح، جلد 6، حدیث 791 مختصراً

63 سبل الہدیٰ، جلد 7، صفحہ 12

64 سبل الہدیٰ، جلد 7، صفحہ 154

65 سبل الہدیٰ، جلد 9، صفحہ 400

66 ملخصاً از سبل الہدیٰ، جلد 11، صفحہ 141

67 الشفاء، جلد 1، صفحہ 121

68 سیرت رسول عربی، صفحہ: 331 بحوالہ سنن ابو داؤد، حدیث: 5164، جلد 4، صفحہ: 439

69 احیاء العلوم جلد دوم صفحہ 1283

70 سبل الہدیٰ، جلد 7، صفحہ 204، ضیاء النبی، جلد 5، صفحہ 429

71 سیرت مصطفیٰ صفحہ 589

72 شمائل محمدیہ، ص 134 والوفا بتعریف فضائل المصطفیٰ، ج 1، ص 330 / بخاری، صفحہ 485، حدیث 3567

73 صراط الجنان جلد 7 صفحہ 501... معجم الکبیر، صدی بن العجلان ابو امامۃ الباھلی۔۔۔ الخ، القاسم بن عبد الرحمن۔۔۔ الخ، 8 / 177 الحدیث: 7736

74 صراط الجنان جلد 7 صفحہ 502... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی معالی الاخلاق، 3 / 409، الحدیث: 2025

75 صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 497، حدیث 5304

76 جنت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ 68، مسند احمد، مسند الاصفار، جلد 8 صفحہ 133

77 احیاء العلوم جلد دوم صفحہ 1284 بحوالہ المعجم الاوسط صفحہ 385 / 6، الحدیث 9147، ملخصاً

78 نیک بننے بنانے کے طریقے صفحہ 553 بحوالہ جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، الحدیث 2414 جلد 4، صفحہ 182

79 نیک بننے اور بنانے کے طریقے صفحہ 344 بحوالہ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، صفحہ 36، رقم 7716

80 نیک بننے اور بنانے کے طریقے صفحہ 345، بحوالہ تنبیہ المغترین صفحہ 326

81 مسلم، جلد 1، صفحہ 69، رقم: 49

82 الکشف والبیان، جلد 3، صفحہ 123، وبریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ، جلد 3، صفحہ 248

83 جامع ترمذی، باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان، حدیث 1921، صفحہ 324، مکتبہ بیت الافکار الدولیہ

84 نیک بننے بنانے کے طریقے صفحہ 344 بحوالہ المسند الامام احمد بن حنبل، مسند القبائل، حدیث درۃ ابی لہب، الحدیث 27504، جلد 10 صفحہ 402

85 مسلم، جلد 1، صفحہ 65، رقم 38

86 مشکوٰۃ، جلد 1، صفحہ 276، رقم 124

87 ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 437، رقم 798

88 ملخص صراط الجنان، جلد 10، صفحہ 602 تا 605 بحوالہ فیضان ریاض الصالحین صفحہ 342، مختصراً بحوالہ مسلم، کتاب الزھد والرقائق، صفحہ 1600 حدیث 3005

89 کنز العمال، رقم: 3249، ج 2، صفحہ 84، مکتبہ شاملہ

90 کنز العمال، رقم: 5408

91 کنز العمال، رقم: 5969

92 کنز العمال، رقم: 5985

93 کنز العمال، رقم: 5991

94 کنز العمال، رقم: 6035

95 حسن اخلاق، صفحہ 42، بحوالہ الترغیب والترہیب، جلد 3، صفحہ 237 / احیاء العلوم، جلد 2، صفحہ 753 بحوالہ الزھد لابن المبارک، صفحہ 239

96 بخاری، جلد 2، صفحہ 133، رقم 2466

97 مسلم، جلد 4، صفحہ 1705، رقم 2162

98 مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض، رقم 3764، جلد 3، صفحہ 20

99 الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی عیادۃ المرضی، رقم 8، جلد 8، صفحہ 164

100 ملخص جنت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ 539 بحوالہ الترغیب والترھیب، باب فی عیادۃ المرضی... الخ، حدیث نمبر 11

101 جنت میں لے جانے والے اعمال ص 537 تا 538 بحوالہ الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی عیادۃ المرضی، رقم 13، 4، صفحہ 165 مختصراً

102 آئینہ عبرت، صفحہ 29، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر: 4122

103 بہار شریعت، حصہ 4، صفحہ 804 بحوالہ "صحیح البخاري"، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام، حدیث نمبر 3616

104 جنت میں لے جانے والے اعمال صفحہ 540 بحوالہ ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض رقم 1441 جلد 2، صفحہ 191

105 فیضان ریاض الصالحین صفحہ 503 بحوالہ مسلم کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، صفحہ 1040، حدیث 1914 مختصراً

106 ملخص تفسیر صراط الجنان، جلد اول، صفحہ 244 بحوالہ فردوس الاخبار واحیاء العلوم، الحدیث 954

107 تفسیر صراط الجنان، جلد پنجم، صفحہ 154 بحوالہ ابو داؤد

108 صراط الجنان جلد 1، پارہ 2، سورۂ بقرہ آیت نمبر 152 صفحہ 245 المدینۃ العلمیہ بحوالہ رسائل ابن ابی الدنیا، التواضع والخمول، 3 / 555، رقم 93

109 شکر کے فضائل، صفحہ 97 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ تفسیر دُرِّ منثور

110 ملخص تفسیر صراط الجنان، جلد 1، پارہ 2، سورۂ بقرہ، آیت 152، صفحہ 245، المدینۃ العلمیۃ

111 شعب الایمان، جلد 11، صفحہ 377، حدیث 8698، مکتبۃ الرشد

112 شعب الایمان، الثانی والستون من شعب الایمان۔۔۔ الخ، فصل فی المکافأۃ بالصنائع، 6 / 516، الحدیث: 9119

113 ملخص شانِ خاتونِ جنت، صفحہ 20، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ کنز العمال

114 سیرت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، صفحہ 698، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ مدارج النبوۃ

115 ماخوذاً صحیح بخاری، حدیث 3624، جلد 4، صفحہ 203 الشاملہ مختصراً

116 ایضاً، حدیث 3714 جلد 5، صفحہ 21 الشاملہ

117 ملخص شانِ خاتونِ جنت، صفحہ 34، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ صحیح مسلم

118 ملخص شانِ خاتونِ جنت صفحہ 76-77، بحوالہ مدارج النبوۃ جلد 2، صفحہ 623

119 ملخص شانِ خاتونِ جنت صفحہ 451

120 ملخص شانِ خاتونِ جنت، صفحہ 314 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح

121 سیرت مصطفٰی صفحہ 760، ملخصاً، بخاری

122 سیرتِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، صفحہ 760، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بحوالہ مرآۃ المناجیح جلد 8 صفحہ 456

123 شان خاتون جنت صفحہ 65 بحوالہ الروض الفائق صفحہ 274

124 ملخص از حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 27 تا 30

125 ملخص از حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 49

126 ملخص از حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 46 بحوالہ البدایہ والنھایۃ

127 ملخص از حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 284 بحوالہ تاریخ الخلفاء

128 ملخص از حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 280 بحوالہ سیرت احیاء العلوم

129 ملخص از حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 62،61 بحوالہ سیرت ابنِ جوزی

130 سیرت ابن عبد الحکم، صفحہ 114 ملخصاً

131 سیرت ابن عبد الحکم، صفحہ 112 ملخصاً

132 طبقات الکبریٰ، جلد 5، صفحہ 283 ملخصاً

133 طبقات الکبریٰ، جلد 5، صفحہ 291

134 طبقات الکبریٰ، جلد 5، صفحہ 291

135 سیر اعلام النبلاء، جلد 5، صفحہ 84 ملخصاً

136 مجددین اسلام نمبر، صفحہ 59 ملخصاً

137 سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 162 ملخصاً

138 تاریخ الخلفاء، ص 195، الاستیعاب، جلد 3، صفحہ 475

139 سنن دارمی، جلد 1، صفحہ 137، حدیث: 488 ملخصاً

140 تاریخ دمشق، جلد 45، صفحہ 218

141 سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، صفحہ 447 تا 452 ملخصاً

142 سیرت ابن عبد الحکم، صفحہ 59

143 الثقات لابن حبان، ج 2، ص 354، مرقاۃ المفاتیح، ج 9، ص، تحت الحدیث: 5375- 5376

144 حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات صفحہ 78، 77 بحوالہ البدایۃ والنھایۃ جلد 6 صفحہ 197 ملخصاً

145 حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات صفحہ 24 بحوالہ سیرت ابن جوزی صفحہ 74

146 ماخوذ النوادر السلطانیہ والمحاسن الیوسفیہ، صفحہ 134 تا 136، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی قاہرہ

147 ایضاً، سفحہ 34-35

148 ایضاً، صفحہ 41

149 ایضاً، صفحہ 363-364

150 الاعلام زرکلی، جلد 1، صفحہ 286

151 ملخص ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 27 تا 35 بحوالہ حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد نمبر 1، صفحہ 58 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

152 ملخص ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 27 تا 35 بحوالہ حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد نمبر 1، صفحہ 279 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

153 ملخص ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 30 بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت، جلد نمبر 1، صفحہ 208 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

154 ملخص ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 27 تا 35 بحوالہ حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد نمبر 1، صفحہ 228، 223 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ

155 امام احمد رضا اور عالم اسلام، صفحہ 12

156 حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ 121، شبیر برادرز

157 انوارِ رضا، صفحہ 415

158 تذکرہ امام احمد رضا، صفحہ 15، بحوالہ حیات اعلیٰ حضرت جلد 1، صفحہ 99

اِسلامیات

ہر ذی شعور تعلیم کی اہمیت سے بخوبی واقف ہے۔ تعلیم نہ صرف معاشرتی، معاشی اور اخلاقی بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق فرد و معاشرے کو مسائلِ دُنیا سے نمٹنے کا سلیقہ عطا کرتی ہے۔ منظم و مہذب معاشرے ہمیشہ مربوط و بامعنی تعلیم کو حقیقی ترقی کی جانب اولین قدم قرار دیتے ہیں۔ اسی تناظر میں تعلیمی اداروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مادّی ترقی کے میدان میں ایسے افراد تیار کریں جو بااخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ قدر کارکردگی کے حامل اور قابلِ رشک کردار کے مالک بھی ہوں۔

تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** نے جہاں کروڑوں عاشقانِ رسول کو تعلیم و تربیت کا ایک پاکیزہ مدنی ماحول فراہم کر کے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سُنّتوں سے ان کا رشتہ مضبوط کیا، وہیں اُمّتِ مُصطفٰے کے نونہالوں کو بھی سُنّتوں کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے انھیں معیاری تعلیم سے آراستہ کرنے کی اہم ذمہ داری کا بیڑا اُٹھایا جس کے نتیجے میں دارالمدینہ کے نام سے انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم کے تحت دُنیا کے مختلف ممالک میں قائم کردہ اسکول شریعت کے متعین کردہ اُصولوں کے مطابق مستقبل کے معماروں کی تربیت میں مصروف ہیں۔ **دارالمدینہ** کا نظامِ تعلیم **دعوتِ اسلامی** کی اُس مدنی سوچ کا مظہر ہے جو ہمیں دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے زندگی کے معاملات میں معاونت فراہم کرتی ہے۔ **دارالمدینہ** درحقیقت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد (مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ) کی جانب ایک عملی قدم ہے جو دُنیا اور آخرت کی بھلائی سمیٹنے کا سامان کرتا ہے۔ **دارالمدینہ** ایسا تعلیمی و تدریسی ماحول فراہم کرتا ہے جہاں اساتذہ و طلبہ سے لے کر دفتری عملے تک اور نصابی کتب کی تصنیف و تالیف سے لے کر تدریسی مشاغل کی انجام دہی تک کے معاملات شرعی تقاضوں کے مطابق سرانجام دینے کی حتّی الامکان کوشش کی جاتی ہے۔ **دارالمدینہ** بہترین معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تربیت پر بھی خاص توجہ دیتا ہے جس کے نتیجے میں پڑھنے اور پڑھانے والے ہر فرد میں اسلامی تربیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

دارالمدینہ کی چند اہم خصوصیات :

- قرآن مجید اور دینی عُلوم کی تعلیم کا خصوصی اہتمام۔
- دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج۔
- قومی و عالمی تقاضوں کے مطابق معیاری نصاب۔
- مدنی منّوں/منّیوں کے لیے ابتدا سے ہی الگ الگ کلاسز کا اہتمام۔
- تدریسی تقاضوں کی تکمیل کے لیے وقتاً فوقتاً اساتذہ کی تربیت کا اہتمام۔
- خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اور عشقِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فروغ۔
- ہر قسم کے غیر مہذب اور غیر شرعی اُمور سے پاک مدنی ماحول۔
- اہل، تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذۂ کرام۔
- ہم نصابی سرگرمیاں۔
- مختلف تعلیمی سرگرمیوں کے لیے جدید سہولیات۔

کتابوں، کاپیوں اور مقدس تحریروں کا ادب کیجیے۔

دارالمدینہ (ہیڈ آفس)
دارالمدینہ انٹرنیشنل ایجوکیشن سیکریٹیریٹ، پروجیکٹ نمبر 7، پلاٹ نمبر 171، بلاک 13/A، نزد گیلانی مسجد، گلشن اقبال، کراچی
فون نمبر: 3326-21-34813326+ / 0226-21-34990226+ ای میل: curriculum@darulmadinah.net
ویب سائٹ: www.darulmadinah.edu.pk | www.dawateislami.net